خطبہ نمبر

قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 19/ ستمبر 2022ء | 22/ صفر 1444 ہجری قمری | 19/ تبوک 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:200

ارشاد باری تعالیٰ

مَا الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِہِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّہٗ صِدِّیۡقَۃٌ ؕ کَانَا یَاۡکُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنۡظُرۡ کَیۡفَ نُبَیِّنُ لَہُمُ الۡاٰیٰتِ ثُمَّ انۡظُرۡ اَنّٰی یُؤۡفَکُوۡنَ ﴿۷۶﴾

(المائدہ: 76)

ترجمہ: مسیح ابنِ مریم ایک رسول ہی تو ہے۔ اس سے پہلے جتنے رسول تھے سب کے سب گزر چکے ہیں۔ اور اس کی ماں صِدیقہ تھی۔ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ دیکھ کس طرح ہم ان کی خاطر اپنی آیات کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔ پھر دیکھ وہ کدھر بھٹکائے جا رہے ہیں۔

فرمان خلیفہ وقت

گزشتہ دنوں مجھے کسی نے لکھا تھا۔یعنی مغربی ممالک سے کہ ایک زیر تبلیغ دوست ہیں وہ کہتے ہیں باقی تو سب کچھ ٹھیک ہے لیکن رَفع کے مسئلے پر ابھی تسلی نہیں ہوئی یہ جو تم لوگ دلیلیں دیتے ہو مجھے سمجھ نہیں آتیں۔ برصغیر اور اکثر مسلمان ممالک جو ہیں ان کا ایک بہت بڑا طبقہ جس کو مذہب سے دلچسپی ہے بشمول بعض عرب ممالک کے وہ مسلمان جو عربی بھی جانتے ہیں، عربی کے الفاظ کا فہم بھی زیادہ ہے۔ ان میں سے بہت سی اکثریت یہی کہتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا پاکستان سے ہمارے ایک دوست یہاں آئے تھے، غیر از جماعت۔ اکثر مختلف غیر از جماعت دوست ملنے آتے رہتے ہیں جن کے کچھ تعلقات ہیں، تعلق ہے یا کسی ذریعہ سے رابطہ ہوتا ہے۔ تو انہوں نے یہ کہا کہ قرآن کریم سے حضرت عیسیٰؑ کی وفات ثابت نہیں ہوتی۔ تو بہرحال جب مَیں نے ان کو آیات کا حوالہ دیا تو پھر وقت بھی تھوڑا تھا۔ یہ کہہ کر اٹھ کر چلے گئے کہ ان شاء اللہ پھر آؤں گا تو بات کریں گے۔ لیکن بہرحال کئی ماہ گزر چکے ہیں ابھی تک تو وہ نہیں آئے۔ تو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے لوگوں میں، مسلمانوں میں علماء نے یا غلط مفسرین نے اتنا زیادہ گھوٹ کر یہ پلا دیا ہے اور دلوں میں ڈال دیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے بعد زیادہ شدت سے ذہنوں میں ڈالا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان پر زندہ ہیں اور انہی کی بعثت ثانی ان کے اپنے وجود میں ہونی ہے۔ لیکن جو سعید فطرت ہیں وہ کسی مذہب کے بھی ہوں اللہ تعالیٰ ان کی راہنمائی فرماتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 3/ جولائی 2009ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- غیرت اسلامی کو اپیل (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز
- وقف زندگی پر ایک گہری نظر

فرمانِ رسولؐ

حضرت عیسیٰ بن مریم ایک سو بیس سال زندہ رہے۔

(کنزالعمال جلد 6 صفحہ 120 حدیث نمبر 37735)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

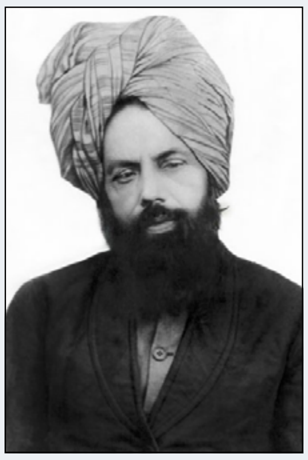

آپؑ کی صداقت کی ایک دلیل، وفات مسیح

- خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے مخالفوں کو ذلیل کرنے کے لئے اور اس راقم کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ جو سرینگر میں محلہ خان یار میں یوز آسف کے نام سے قبر موجود ہے، وہ درحقیقت بلاشک و شبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ مرہم عیسیٰ جس پر طب کی ہزار کتاب بلکہ اس سے زیادہ گواہی دے رہی ہے اس بات کا پہلا ثبوت ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام نے صلیب سے نجات پائی تھی وہ ہرگز صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ اس مرہم کی تفصیل میں کھلی کھلی عبارتوں میں طبیبوں نے لکھا ہے کہ ’’یہ مرہم ضربہ سقطہ اور ہر قسم کے زخم کے لئے بنائی جاتی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوٹوں کے لئے طیار ہوئی تھی یعنی اُن زخموں کے لئے جو آپ کے ہاتھوں اور پیروں پر تھے۔‘‘ اس مرہم کے ثبوت میں میرے پاس بعض وہ طبّی کتابیں بھی ہیں جو قریباً سات سو برس کی قلمی لکھی ہوئی ہیں۔ یہ طبیب صرف مسلمان نہیں ہیں بلکہ عیسائی، یہودی اور مجوسی بھی ہیں جن کی کتابیں اب تک موجود ہیں۔ قیصر روم کے کتب خانہ میں بھی رومی زبان میں ایک قرابادین تھی اور واقعہ صلیب سے دو سو برس گذرنے سے پہلے ہی اکثر کتابیں دنیا میں شائع ہو چکی تھیں۔ پس بنیاد اس مسئلہ کی کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے اوّل خود انجیلوں سے پیدا ہوئی ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور پھر مرہم عیسیٰ نے علمی تحقیقات کے رنگ میں اس ثبوت کو دکھلایا۔ پھر بعد اس کے وہ انجیل جو حال میں تبّت سے دستیاب ہوئی اُس نے صاف گواہی دی کہ حضرت عیسیٰؑ ضرور ہندوستان کے ملک میں آئے ہیں۔

(راز حقیقت، روحانی خزائن جلد 14صفحہ 172)

- اے میرے دوستو! اب میری ایک آخری وصیت کو سنو اور ایک راز کی بات کہتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے ان تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں پہلو بدل لو اور عیسائیوں پر یہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں فتح یاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف لپیٹ دو گے۔ تمہیں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے لمبے لمبے جھگڑوں میں اپنے اوقاتِ عزیز کو ضائع کرو۔ صرف مسیح ابن مریم کی وفات پر زور دو اور پُر زور دلائل سے عیسائیوں کو لاجواب اور ساکت کر دو۔ جب تم مسیح کا مردوں میں داخل ہونا ثابت کر دو گے اور عیسائیوں کے دلوں میں نقش کر دو گے تو اس دن تم سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دنیا سے رخصت ہوا۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک ان کا خدا فوت نہ ہو ان کا مذہب بھی فوت نہیں ہوسکتا اور دوسری تمام بحثیں ان کے ساتھ عبث ہیں۔ ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کرو پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 402)

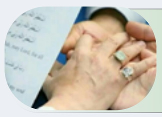

دربارِ خلافت

مسجد کو آباد کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

مَیں اکثر کہتا رہتا ہوں اور جماعت کی تاریخ بھی ہمیں یہی بتاتی ہے افرادِ جماعت کا رویہ بھی ہمیں یہی بتاتا ہے کہ مالی قربانیوں میں تو جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھی ہوئی ہے، بڑھ رہی ہے اور اس طرف توجہ بھی رہتی ہے لیکن نمازوں کے قیام کی طرف توجہ کی بہت ضرورت ہے۔عبادتوں کے معیار حاصل کرنے کی ابھی بہت ضرورت ہے۔ پس اس طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔مسجد کو آباد کریں۔ قیامِ نماز اسی وقت حقیقی رنگ میں ہوتا ہے جب باجماعت نمازیں ادا کی جائیں اور مسجد کی تعمیر کی یہی غرض ہے کہ یہاں باجماعت نماز ادا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حقیقی مومن کو اس دنیا سے زیادہ آخرت کی زیادہ فکر ہوتی ہے۔ جب انسان بڑھاپے کی عمر کو پہنچتا ہے تو بڑی فکر ہوتی ہے، روتا ہے، دعا کرتا ہے اور دعا کے لئے کہتے بھی ہیں کہ دعا کریں انجام بخیر ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حقیقی مومنوں کی یہ حالت عمر کے آخری حصے میں جا کر نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف ان کی توجہ، عبادت کی طرف توجہ، اپنے دلوں کو پاک کرنے کے لئے کوشش وہ جوانی میں اور آسائش کی حالت میں بھی کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں جوانی اور آسائش میں بھی یاد رہتا ہے۔ صبح شام اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے ہیں اس لئے کہ آخرت کا خوف ہر وقت ان کے پیشِ نظر ہوتا ہے۔ ان کے دل کانپتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ نقشہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا اور یہ حالت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں پیدا کرنے آئے ہیں۔ آپ علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’ہمیشہ دل غم میں ڈوبتا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو بھی صحابہؓ کے انعامات سے بہرہ ور کرے۔ ان میں وہ صدق و وفا، وہ اخلاص اور اطاعت پیدا ہو جو صحابہؓ میں تھی۔ یہ خدا کے سوا کسی سے ڈرنے والے نہ ہوں۔ متّقی ہوں۔ کیونکہ خدا کی محبت متّقی کے ساتھ ہوتی ہے۔ اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الۡمُتَّقِیۡنَ (البقرہ:195)‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 405 ایڈیشن 2003ء)

پس اگر اللہ تعالیٰ کے انعامات لینے ہیں، اپنے گھروں کو ان گھروں میں شمار کروانا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے بلند کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے گھروں کو بھی بھرنے کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کا خوف بھی ہر وقت اپنے دلوں میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ دنیا کے تمام خوف، دنیاوی تجارتوں کے خوف، یہ تمام چیزیں اللہ کے خوف کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھنے چاہئیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار اپنی جماعت کو یہ نصیحت فرمائی ہے کہ تقویٰ پیدا کرو اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر مقدم رکھو۔ آپ فرماتے ہیں کہ دنیا کے پیچھے چلنے سے (یہ الفاظ تو میرے ہیں انہیں الفاظ میں فرمایا) کہ دنیا کے پیچھے چلنے سے کچھ عرصے کے لئے عارضی دنیاوی فائدہ تمہیں شاید ہو جائے اور اس میں بھی ہر وقت بے چینی رہتی ہے اور دھڑ کا لگا رہتا ہے کہ اب یہ نہ ہو جائے اب وہ نہ ہو جائے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی تلاش میں رہو گے، اگر اس کے ہو گے تو دین بھی ملے گا اور دنیا بھی غلام بن جائے گی۔ خدا تعالیٰ بھی ملے گا اور دنیا بھی مل جائے گی۔ جیسا کہ میں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کروڑوں کا کاروبار کرتے تھے لیکن کبھی اپنی عبادتوں کو نہیں بھولے۔ کبھی ذکرِ الٰہی کو نہیں بھولے، کبھی اللہ تعالیٰ کا خوف ان کو نہیں بھولا۔

پس ہم جو اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا اظہار کرتے ہیں، یہ تبدیلیاں اُس وقت فائدہ مند اور ہمیشہ رہنے والی ہوں گی جب حقیقی رنگ میں ہوں۔صرف ہمارے مونہوں کی باتیں نہ ہوں، صرف زبانی اقرار نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر یہ پاک تبدیلیاں حقیقت میں تم پیدا کر لو، تقویٰ پر قدم مارنے والے بن جاؤ، تمہاری نمازیں بھی وقت پر ہوں اور خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہوں اور تمہارے دوسرے اعمال بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہوں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں جزا پانے والے ہو گے۔ تمہیں دنیاوی رزق بھی ملے گا اور روحانی رزق بھی ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ دنیا کے کام نہ کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد نہیں بھولنی چاہئے۔ یہ نہ ہو کہ تم دنیاوی کاروباروں کی وجہ سے اپنی نمازیں بھی ضائع کر دو اور اپنے مقصدِ پیدائش کو بھول جاؤ۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا کہ اگر ایسا ہے کہ تم نمازیں بھول رہے ہو، دنیا میں ڈوبے ہوئے ہو، تو پھر تمہارے میں اور غیر میں کیا فرق ہے۔ کیا فائدہ ہے اس بیعت کا؟

پس اس فرق کو واضح کر کے بتانا ہماری ذمہ داری ہے۔ اگر ہم اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل سمجھتے ہیں تو یہ واضح کرنا ہو گا اور یہ واضح اُس وقت ہو گا جب ہم اپنے ہر عمل اور قول کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالیں گے، جب ہمارے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہو گا، جب ہماری نظر دنیا سے زیادہ آخرت کی طرف ہو گی۔

(خطبہ جمعہ یکم نومبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

غیرتِ اسلامی کو اپیل

(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

کیوں نہیں لوگو! تمہیں حق کا خیال
دل میں اُٹھتا ہے مرے سَو سَو اُبال

اس قدر کِین و تعصُّب بڑھ گیا
جس سے کچھ ایماں جو تھا وہ سڑ گیا

کیا یہی تقویٰ یہی اسلام تھا
جس کے باعث سے تمہارا نام تھا

(درثمین صفحہ 92)

دعا کا تحفہ

الٰہی پناہ میں آنے اور ہر قسم کے شر سے بچنے کی دعا

حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ قرآن کی آخری تین سورتیں رات کو سوتے وقت پڑھ کر سویا کرو۔ ان جیسی کوئی چیز نہیں جس سے پناہ مانگی جائے۔ (نسائی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ﴿۲﴾ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿۳﴾ وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ﴿۴﴾ وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ﴿۵﴾ وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۶﴾

(سورۃ الفلق)

تو کہہ کہ میں مخلوقات کے رب سے (اس کی) پناہ طلب کرتا ہوں۔ اس کی ہر مخلوق کی (ظاہری و باطنی) برائی سے بچنے کے لئے اور اندھیرا کرنے والے کی ہر شرارت سے (بچنے کے لئے) جب وہ اندھیرا کر دیتا ہے۔ اور تمام ایسے نفوس کی شرارت سے (بچنے کے لئے بھی) جو (باہمی تعلقات کی) گرہ میں (تعلق تڑوانے کی نیّت سے) پھونکیں مارتے ہیں۔ اور ہر حاسد کی شرارت سے (بھی) جب وہ حسد پر تل جاتا ہے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 43)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 16؍ستمبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ سب سے پہلے شخص تھے جن کی چار پشتوں کو شرف صحابیت حاصل ہے۔
آپؓ کے والد حضرت ابو قُحافہؓ، آپؓ خود، آپؓ کے بیٹے عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکرؓ اور آپؓ کے پوتے حضرت محمدؓ بن عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکرؓ، یہ سب صحابہؓ تھے

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ کے کارناموں کے تذکرہ کے تسلسل میں ذمیوں کے حقوق کی بابت کچھ تفصیل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا!

ذمی وہ لوگ تھے

جو اسلامی حکومت کی اطاعت قبول کر کے اپنے مذہب پر قائم رہے اور اسلامی حکومت نے اُن کی حفاظت کا ذمہ لیا۔ یہ لوگ مسلمانوں کے برعکس فوجی خدمت سے بَری اور زکوٰۃ بھی اُن پر عائد نہیں ہوتی تھی، اِس لئے اُن کے جان و مال اور دوسرے انسانی حقوق کی حفاظت کے بدلہ اُن سے ایک معمولی ٹیکس (عرف عام میں کہلانے والا جزیہ) چار دِرہم سالانہ نیز صرف بالغ، تندرست اور قابل کار افراد سے وصول کیا جاتا جبکہ بوڑھے، اپاہج، نادار، محتاج اور بچے اِس سے بَری تھے بلکہ معذوروں اور محتاجوں کو اسلامی بیت المال سے مدد دِی جاتی تھی۔

حضرت ابوبکرؓ کے عہد زرّیں کا بے مثال اور عظیم کارنامہ

آپؓ کے زمانہ میں ہونے والا ایک بہت بڑا کام جمعِ قرآن ہے، اِس کا پس منظر مُسَیلمہ سے ہونے والی جنگ یمامہ سے متصل ہے جس میں بارہ سَو مسلمان شہید ہو گئے جن میں کبار صحابہؓ اور حفّاظ قرآن کی بھی ایک واضح اکثریت اور بمطابق ایک روایت حفّاظ شہداء کی تعداد سات سَو تک بیان ہوئی ہے۔ چنانچہ اِس صورتحال میں حضرت عمر فاروقؓ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید ایک جگہ اکٹھا کرنے کے لئے انشراح صدر عطاء فرمایا اور آپؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے اِس کا تذکرہ کیا۔ آپؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا! وہ کام تُو کیسے کرے گا جو رسول اللہؐ نے نہیں کیا۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا! اِس کام میں بخدا خیر ہی خیر ہے اور آپؓ نے یہ بات حضرت ابوبکرؓ سے اتنی بار کی کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اِس کام کے لئے انشراح صدر عطاء فرمادی۔

یہ تو بہت بڑا کام ہے جو میرے سپرد کیا گیا

حضرت ابوبکرؓ نے جمعِ قرآن کا کام کاتب وحی حضرت زیدؓ بن ثابت کے سپرد کیا تو اِس پر اُنہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! اگر کسی پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کی ذمہ داری میرے سپرد کرتے تو وہ میرے لئے قرآن کریم کے جمع کرنے کے حکم سے زیادہ گراں نہ ہوتی۔ مزید عرض کیا! آپ لوگ وہ کام کیسے کریں گے جو رسول اللہؐ نے نہیں کیا، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا! بخدا یہ کام سراسر خیر ہے۔ آپؓ نے اتنی بار یہ بات دُہرائی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زیدؓ بن ثابت کو انشراح صدر عطاء فرما دیا۔

پس حضرت زیدؓ نے قرآن کریم کی تلاش شروع کر دی

اور اُسے کھجوروں کی شاخوں، سفید پتھروں اور لوگوں کے سینوں سے اکٹھا کیا یہاں تک کہ سورۃ التّوبہ کا آخری حصہ آپؓ کو حضرت خُزیمہ انصاریؓ سے ملا جو اِن کے سواء کسی اور سے نہیں ملا۔

اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیقؓ پر رحمت نازل فرمائے

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیقؓ پر رحمت نازل فرمائے، وہی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قرآن کریم کو کتابی صورت میں محفوظ کیا تھا۔

قرآن کریم اپنی اصل حالت میں موجود ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں۔ قرآن بلاشبہ وحی متلوّ ہے اور پورے کا پورا یہاں تک کہ نقطے اور حروف بھی قطعی متواتر ہیں اور اللہ نے اِسے کمال اہتمام کے ساتھ فرشتوں کی حفاظت میں نازل فرمایا۔۔۔نبی کریمؐ نے اِسے مکمل طور پر جمع فرمایا اور بنفس نفیس آیات کو ترتیب دیا اور اُنہیں جمع کیا اور نماز میں اور نماز سے باہر اِس کی تلاوت پر مداومت فرمائی یہاں تک کہ آپؐ دنیا سے رحلت فرما گئے۔۔۔ پھر اِس کے بعد خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اِس کی تمام سورتوں کو نبی کریمؐ سے سنی ہوئی ترتیب کے مطابق جمع کرنے کا اہتمام فرمایا، پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد اللہ نے خلیفۂ ثالث حضرت عثمانؓ کو توفیق عطاء فرمائی تو آپؓ نے لغتِ قریش کے مطابق قرآن کو ایک قرأت پر جمع کیا اور اُسے تمام ملکوں میں پھیلا دیا۔

صحیفۂ صدیقی کب تک محفوظ رہا؟

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت زیدؓ بن ثابت کے ذریعہ جس قرآن کریم کو ایک جِلد میں مرتب کروایا اُس کو صحیفۂ صدیقی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ آپؓ کی وفات تک آپؓ کے پاس رہا، اِس کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس آ گیا اور آپؓ نے حضرت اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دیا نیز ارشاد فرمایا کہ کسی شخص کو نہ دیا جائے البتہ جس کو نقل یا اپنا نسخہ صحیح کرنا ہو وہ اِس سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد خلافت میں حضرت حفصہؓ سے عاریتاً لے کر چند نسخے نقل کروائے اور پھر وہ نسخہ آپؓ کو واپس لَوٹا دیا۔ جب چوّن ہجری میں مروان مدینہ کا حاکم ہؤا تو اُس نے اِس نسخہ کو حضرت حفصہؓ سے لینا چاہا لیکن آپؓ نے انکار کر دیا تاہم آپؓ کے انتقال کے بعد مروان نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے لے کر اُس کو ضائع کر دیا۔

اوّلیت

جو کارنامے آپؓ نے سب سے پہلے سرانجام دیئے اُنہیں اوّلیات ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام دیا گیا ہے۔ آپؓ سب سے پہلے اسلام لائے، مکہ میں اپنے گھر کے سامنے سب سے پہلے مسجد بنائی، مکہ میں رسول اکرمؐ کی حمایت میں سب سے پہلے قریش مکہ سے قتال کیا، سب سے پہلے متعدد غلاموں اور باندیوں کو جو اسلام لانے کی پاداش میں ظلم وستم کا شکار تھے خرید کر آزاد کروایا، سب سے پہلے قرآن کریم کو ایک جِلد میں جمع کیا، سب سے پہلے آپؓ نے قرآن کا نام مصحف رکھا، سب سے پہلے خلیفۂ راشد قرار پائے، زندگیٔ رسول اللہؐ میں سب سے پہلے امیر الحج مقرر ہوئے، زندگیٔ رسول اللہؐ میں سب سے پہلے نماز میں مسلمانوں کی امامت کی، اسلام میں سب سے پہلے بیت المال قائم کیا، اسلام میں سب سے پہلے خلیفہ ہیں جن کا مسلمانوں نے وظیفہ مقرر کیا، سب سے پہلے خلیفہ جنہوں نے اپنا جانشین نامزد کیا، وہ پہلے خلیفہ ہیں جن کی بیعت خلافت کے وقت اُن کے والد حضرت ابوقُحافہؓ زندہ تھے، وہ سب سے پہلے شخص جنہیں اسلام میں کوئی لقب رسول اللہؐ نے عطاء فرمایا اور سب سے پہلے شخص جن کی چار پُشتوں کو شرف صحابیت حاصل ہے۔

مناقب عالیہ

آپؓ کے حلیہ کی بابت حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں۔ آپؓ گورے رنگ کے دُبلے پتلے شخص تھے، رُخساروں پر گوشت کم، کمر زرا خمیدہ (جھکی ہوئی) تھی کہ آپؓ کا تہ بند بھی کمر پر نہیں رکتا تھا اور نیچے سِرک جاتا، چہرہ کم گوشت والا، آنکھیں اندر کی طرف اور پیشانی بلند تھی۔ بروایت حضرت انسؓ بن مالک آپؓ مہندی اور کتم کا خزاب لگاتے تھے۔

خشیّت الٰہی اور زُہد و تقویٰ

حضرت نبی کریمؐ نے حضرت ربیعہؓ بن جعفر اور آپؓ کو کچھ زمین عطاء فرمائی، دونوں میں ایک درخت کے لئے اختلاف ہو گیا۔ آپؓ نے بحث کے دوران کچھ سخت بات کہہ دی لیکن بعد میں اُس پر نادم ہوئے اور کہا! ربیعہ تم بھی مجھے کوئی ایسی سخت بات کہہ دو تا کہ وہ اِس کا قصاص ہو جائے لیکن اُنہوں نے انکار کر دیا۔ دونوں بخدمت نبی کریمؐ حاضر ہوئے، سارا واقعہ بیان کرنے پر آپؐ نے فرمایا! ربیعہ تم سخت جواب نہ دو لیکن یہ دعا دو۔ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ یَا اَبَا بَکْرٍ، اے ابوبکر! اللہ تم سے درگزر فرمائے۔ اِس پر اُنہوں نے ایسا ہی کیا، یہ بات سن کر اِس قدر اثر ہؤا کہ حضرت ابوبکرؓ زاروقطار روتے ہوئے واپس لَوٹے۔

ایک مؤمن کامل کا فقرہ

حضرت المصلح الموعودؓ ارشاد فرماتے ہیں۔ بعض مسلمان فرقے صحابہؓ کے بُغض میں اِس قدر بڑھ گئے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ موت کے وقت یہی فقرہ یَقُوۡلُ الۡکٰفِرُ یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرٰبًا (النباء:41) کہتے تھے، پس (نعوذ باللہ!) اُن کا کفر ثابت ہے۔ حالانکہ اگر یہ روایت ثابت اور یہ آیت آپؓ کے متعلق ہو تو آپؓ کے ایمان کے لحاظ سے اِس کے یہ معنی ہوں گے کہ کفار کی باتوں کا منکر یعنی ابوبکرؓ یہ کہے گا! کاش میرے ساتھ خدا تعالیٰ کا معاملہ ایسا ہی ہوتا، نہ وہ میرے نیک اعمال کا بدلہ اور نہ میری غلطیوں کی سزاء دیتا اور یہ فقرہ تو ایک مؤمن کامل کا فقرہ ہے۔۔۔ قرآن کریم طنزاً کہتا ہے کہ یہ قربانیاں دینے والا شخص تو کافر ہے مگر وہ لوگ جنہوں نے اُس کے اعمال کے مقابلہ میں کوئی نسبت بھی عمل کی نہیں دکھائی وہ مؤمن بنتے پھرتے ہیں۔

آپؓ اِس حد تک احتیاط فرماتے

ابن ابی ملیکہؒ بیان فرماتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ سے لگام چھوٹ کر اگر گر جاتی تو آپؓ اپنی اونٹنی کو بٹھاتے اور وہ لگام اُٹھاتے۔ اُن سے کہا گیا کہ آپؓ نے کیوں ہمیں حکم نہیں دیا تاہم آپؓ کو پکڑا دیتے۔ آپؓ فرماتے! میرے محبوبؐ نے مجھے اِس بات کا حکم دیا تھا کہ مَیں لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کروں۔

مقام و مرتبہ

حضرت المصلح الموعودؓ بیان فرماتے ہیں۔ رسول کریمؐ نے ایک دفعہ مسجد میں لوگوں کی بات سنی کہ ابوبکر کو ہم پر کونسی زیادہ فضیلت حاصل ہے؟ جیسے نیکی کے کام وہ کرتے ہیں، اُسی طرح نیکی کے کام ہم کرتے ہیں۔ آپؐ نے یہ سنا تو فرمایا۔ اے لوگو! ابوبکر کو فضیلت نماز اور روزوں کی وجہ سے نہیں بلکہ اُس نیکی کی وجہ سے ہے جو اُس کے دل میں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خراج عقیدت

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ مَیں اُن لوگوں میں کھڑا تھا جنہوں نے حضرت عمرؓ بن خطاب کی وفات کے بعد اُن کے لئے دعا کی جبکہ اُنہیں تختہ پر رکھ دیا گیا، اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص نے میرے پیچھے سے آ کر اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھ دی اور کہنے لگا! اللہ تم پر رحم کرے، مجھے تو یہی امید تھی کہ اللہ تمہیں بھی ہمارے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہی دفن کرے گا کیونکہ مَیں نے رسول اللہؐ کو یہ فرماتے ہوئے بہت سنا تھا! مَیں اور ابوبکر اور عمر فلاں جگہ تھے اور مَیں نے اور ابوبکر اور عمر نے یہ کیا، مَیں اور ابوبکر اور عمر چلے گئے، اِس لئے مَیں یہ امید رکھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم کو بھی اِن دونوں کے ساتھ ہی رکھے گا۔ حضرت ابن عبّاسؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے جو مُڑ کر دیکھا تو حضرت علیؓ بن طالب تھے۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ الفضل آن لائن جرمنی)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26/اگست 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت دَور میں سلطنتِ روم کے خلاف ہونے والی مہمات کا تذکرہ

یاد رہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کثرت فوج کی بنا پر ہمیں فتح و نصرت نہیں عطا کی۔ ہماری تو حالت یہ تھی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے اور ہمارے پاس صرف دو گھوڑے ہوتے اور اونٹ پر بھی باری باری سواری کرتے۔ احد کے دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہمارے پاس صرف ایک ہی گھوڑا تھا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار تھے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے دشمن پر غلبہ عطا فرماتا اور ہماری مدد کرتا تھا

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شام کی طرف بھیجے ہوئے لشکروں کا ذکر

ہو رہا تھا جو دشمن کو جارحیت سے روکنے کے لیے بھیجے گئے تھے۔ تین کا ذکر گذشتہ خطبہ میں ہو چکا ہے۔

چوتھا لشکر

حضرت عمرو بن عاصؓ کا تھا۔ اس کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ایک لشکر حضرت عمرو بن عاصؓ کی قیادت میں شام کی طرف روانہ کیا تھا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ شام جانے سے قبل قضاعہ کے ایک حصہ کے صدقات کی تحصیل کے لیے مقرر تھے۔ جبکہ قضاعہ کے دوسرے نصف حصہ کی صدقات کی تحصیل کے لیے حضرت ولید بن عقبہؓ مقرر کیے گئے تھے۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے شام کی جانب مختلف لشکر روانہ فرمانے کا ارادہ فرمایا تو ان کی خواہش تھی کہ حضرت عمرو بن عاصؓ کو شام کی طرف بھیجیں لیکن ان کے کارناموں کی وجہ سے، حضرت عمروؓ کے کارناموں کی وجہ سے جو انہوں نے فتنہ ارتداد کو ختم کرنے کے لیے انجام دیے تھے حضرت ابوبکرؓ نے انہیں یہ اختیار دیا کہ خواہ وہ قضاعہ میں ہی مقیم رہیں یا شام جاکر وہاں کے مسلمانوں کی تقویت کا باعث بنیں۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد۴ جزء۷ صفحہ۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت۲۰۰۱ء)

(ماخوذ از حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل مترجم صفحہ 340 مطبوعہ بک کارنر شو روم جہلم)

چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو خط لکھا کہ

اے ابوعبداللہ! میں تم کو ایک ایسے کام میں مصروف کرنا چاہتا ہوں جو تمہاری دنیا اور آخرت دونوں کے لیے بہترین ہے سوائے اس کے کہ تمہیں وہ کام زیادہ پسند ہو جو تم انجام دے رہے ہو۔

اس کے جواب میں حضرت عمرو بن عاصؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو یہ لکھا کہ میں اسلام کے تیروں میں سے ایک تیر ہوں اور اللہ کے بعد آپؓ ہی ایک ایسے شخص ہیں جو ان تیروں کو چلانے اور جمع کرنے والے ہیں۔ آپؓ دیکھیں کہ ان میں سے جو تیر نہایت سخت، زیادہ خوفناک اور بہترین ہو اسے اس طرف چلا دیجیے جس طرف آپؓ کو کوئی خطرہ نظر آئے۔

(تاریخ الطبری جزء الثانی صفحہ ۳۳۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۱۲ء)

یعنی کہ میں تو ہر قسم کے خطرے میں جانے کے لیے ہر طرح تیار ہوں۔

جب حضرت عمرو بن عاصؓ مدینہ آئے تو حضرت ابوبکرؓ نے انہیں حکم دیا کہ مدینہ سے باہر جاکر خیمہ زن ہو جائیں تا کہ لوگ آپؓ کے ساتھ جمع ہوں۔ اشرافِ قریش میں سے بہت سے لوگ آپؓ کے ساتھ شامل ہوئے۔ جب فیصلہ ہو گیا کہ شام کی طرف جانا ہے تو پھر حضرت عمرو بن عاصؓ کو مدینہ بلایا گیا۔ آپ وہاں آئے اور پھر یہاں حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو اپنے ساتھ لشکر تیار کرنے کے لیے فرمایا کہ مدینہ کے باہر خیمہ زن ہو جائیں تا کہ لوگ آپؓ کے پاس آئیں۔ جب آپؓ نے روانہ ہونے کا ارادہ فرمایا تو حضرت ابوبکرؓ آپؓ کو رخصت کرنے کے لیے نکلے۔ فرمایا: اے عمرو! تم رائے اور تجربہ کے مالک ہو اور جنگی بصیرت رکھتے ہو تم اپنی قوم کے اشراف اور مسلم صلحاء کے ساتھ جا رہے ہو اور اپنے بھائیوں سے ملوگے۔ لہٰذا ان کی خیر خواہی میں کوتاہی نہ کرنا اور ان سے اچھے مشورے کو نہ روکنا کیونکہ تمہاری رائے جنگ میں قابلِ تعریف اور انجام کار بابرکت ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی مشورہ دے تو ان سے اچھے مشورے کو نہ روکنا، اگر تمہارے پاس کوئی تجویز ہے تو اس کو بے شک استعمال کرنا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے عرض کیا کتنا بہتر ہے میرے لیے کہ میں آپؓ کے گمان کو سچ کر دکھاؤں اور آپؓ کی رائے میرے بارے میں خطا نہ کرے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ اپنے لشکر کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ آپؓ کی فوج چھ سات ہزار کے درمیان تھی اور ان کی منزلِ مقصود فلسطین تھی۔

حضرت عمروؓ نے ایک ہزار مجاہدین پر مشتمل دستہ تیار کیا اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی قیادت میں روم کی جانب پیش قدمی کے لیے روانہ کیا۔ یہ دستہ رومیوں سے جا ٹکرایا اور دشمن کی قوت کو پارہ پارہ کر کے ان پر فتح حاصل کی اور بعض قیدیوں کے ساتھ واپس ہوا۔

حضرت عمرو بن عاصؓ نے ان قیدیوں سے پوچھ گچھ کی جس سے پتہ چلا کہ رومی فوج رُوبِیس کی قیادت میں مسلمانوں پر اچانک حملہ کرنے کی تیاری میں ہے۔ ان معلومات کی روشنی میں حضرت عمروؓ نے اپنی فوج کو منظم کیا۔ جب رومی حملہ آور ہوئے تو مسلمان ان کا حملہ روکنے میں کامیاب ہو گئے اور رومی فوج کو واپس ہونے پر مجبور کر دیا اور اس کے بعد ان پر جوابی حملہ کر کے دشمن کی قوت کو تباہ کر دیا اور راہِ فرار اختیار کرنے اور میدان چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ اسلامی فوج نے ان کا پیچھا کیا اور روم کے ہزاروں فوجی مارے گئے اور اسی پر یہ معرکہ ختم ہو گیا۔

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے از علی محمد الصلابی، مترجم صفحہ 448-449 الفرقان ٹرسٹ خان گڑھ پاکستان)

ان لشکروں کو روانہ کر کے حضرت ابوبکرؓ نے اطمینان کا سانس لیا۔ انہیں کامل امید تھی کہ اللہ ان فوجوں کے ذریعہ سے مسلمانوں کو رومیوں پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ وجہ یہ تھی کہ ان میں ایک ہزار سے زیادہ مہاجر اور انصار صحابہ شامل تھے جنہوں نے ہر موقع پر انتہائی وفاداری کا ثبوت دیا تھا اور ابتدائے اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش بدوش لڑائیوں میں حصہ لیا تھا۔ ان میں وہ اہل بدر بھی شامل تھے جن کے متعلق آپؐ، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کے حضور یہ التجا کی تھی کہ

اے اللہ! اگر آج تو نے اس چھوٹی سی جماعت کو ہلاک کر دیا تو آئندہ پھر کبھی زمین پر تیری پرستش نہیں کی جائے گی۔

(حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ از محمد حسین ہیکل مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی صفحہ 322 علم و عرفان پبلشرز لاہور 2004ء)

پھر لکھا ہے کہ شاہِ روم ہرقل ان دنوں فلسطین میں تھا۔ جب اسے مسلمانوں کی تیاریوں کی خبریں ملیں

تو اس نے علاقے کے سرداروں کو جمع کیا اور ان کے سامنے جوشیلی تقریریں کر کے انہیں مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ اس نے مسلمانوں کے متعلق کہا کہ یہ بھوکے ننگے، غیر مہذب لوگ صحرائے عرب سے نکل کر تم پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں تم انہیں ایسا منہ توڑ جواب دو کہ پھر یہ کبھی تمہاری طرف دیکھنے کی بھی جرأت نہ کر سکیں۔ سامانِ حرب اور فوجیوں کے ذریعہ سے تمہاری پوری مدد کی جائے گی۔ جو امراء تم پر مقرر کیے گئے ہیں تم دل و جان سے ان کی اطاعت کرو۔ فتح تمہاری ہوگی۔ ہرقل نے وہاں کے لوگوں کو یہ تقریر کی عربوں کے خلاف ابھارنے میں، مسلمانوں کے خلاف ابھارنے میں۔ فلسطین کے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف آمادہ پیکار کر کے ہرقل دمشق آیا۔ وہاں سے حمص اور انطاکیہ پہنچا اور فلسطین کی طرح ان علاقوں میں بھی اس نے جوشیلی تقریریں کر کے وہاں کے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ خود انطاکیہ کو ہیڈ کوارٹر بنا کر مسلمانوں سے مقابلے کی تیاریاں کرنے لگا۔

(حضرت ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل صفحہ 347، ترجمہ شیخ محمد احمد پانی پتی، علم و عرفان پبلشرز لاہور 2004ء)

روم کی شام میں دو افواج تھیں۔ ایک فلسطین میں اور دوسری انطاکیہ میں

اور ان دونوں افواج نے درج ذیل مقامات پر اپنے مراکز بنا رکھے تھے۔ نمبر ایک انطاکیہ: یہ رومی سلطنت کے دور میں شام کا دارالسلطنت تھا۔ دوسرا قِنَّسْرِین: یہ شام کی سرحد ہے جو شمال مغرب میں فارس کے مقابل پڑتی ہے۔ تیسرا حِمْص: یہ شام کی سرحد ہے جو شمال مشرق میں فارس کے مقابل پڑتی ہے۔ چوتھا۔ عمان: بَلْقَاء کا صدر مقام یہاں مضبوط اور محفوظ قلعہ تھا۔ پانچواں اجنادین: یہ فلسطین کے جنوب میں روم کا عسکری مرکز تھا جو بلادِ عرب کی مشرقی اور مغربی سرحدوں اور حدود مصر سے ملتا تھا۔ چھٹا قَیْسَارِیَّۃ: یہ فلسطین کے شمال میں حیفا سے تیرہ کلو میٹر پر واقع ہے اور اس کے کھنڈر ابھی تک باقی ہیں۔ رومی ہائی کمان کا مرکز انطاکیہ یا حمص تھا۔

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے از علی محمد الصلابی، مترجم صفحہ 450 الفرقان ٹرسٹ خان گڑھ پاکستان)

ایک روایت میں یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ جب ہرقل کو اسلامی لشکروں کی آمد کی خبر ملی تو اس نے پہلے اپنی قوم کو جنگ سے باز رہنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ میری رائے ہے کہ تم مسلمانوں سے صلح کر لو۔ خدا کی قسم! اگر ان سے شام کی نصف پیداوار پر صلح کرو گے اور تمہارے پاس نصف پیداوار اور روم کا علاقہ رہا تو وہ تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ شام کے تمام علاقے اور روم کے نصف علاقے پر قابض ہو جائیں مگر اہل روم اٹھ کر چلے گئے اور انہوں نے اس کی بات نہیں مانی۔ اس لیے وہ انہیں اکٹھا کر کے حمص لے گیا اور وہاں اس نے فوجیوں اور لشکروں کو تیار کرنا شروع کیا۔ حمص کے بعد ہرقل انطاکیہ گیا۔ چونکہ اس کے پاس فوج بہت زیادہ تھی اس لیے اس نے یہ ارادہ کیا کہ مسلمانوں کے ہر لشکر کے مقابلے میں الگ الگ لشکر بھیجے تاکہ مسلمانوں کے لشکر کے ہر حصہ کو اپنے مدمقابل کے ذریعہ کمزور کر دے۔ چنانچہ اس نے اپنے بھائی تَذَارِق کو نوّے ہزار فوج دے کر حضرت عمروؓ کے مقابلے میں بھیجا اور جَرَجَۃ بن تُوْذَرْ کو حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ اسی طرح قَیْقَار بن نَسْطُوس کو ساٹھ ہزار فوج دے کر حضرت ابوعبیدہؓ کی طرف روانہ کیا اور حضرت شُرَحْبِیل بن حَسَنَہ کے مقابلے کے لیے دُرَاقِص کو بھیجا۔

(الکامل فی التاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۵۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۶ء)
(حضرت ابوبکر صدیقؓ از ہیکل صفحہ 347)

حضرت ابوعُبیدہ بن جَرّاحؓ جب جَابِیہ کے قریب تھے تو ان کے پاس ایک آدمی خبر لے کر آیا کہ

ہرقل انطاکیہ میں ہے اور اس نے تمہارے مقابلے کے لیے اتنا بڑا لشکر تیار کیا ہے کہ اس سے قبل ایسا لشکر اس کے آباؤ اجداد میں سے بھی کسی نے تم سے پہلی قوموں کے مقابلے کے لیے تیار نہیں کیا تھا۔

اس پر حضرت ابوعُبیدہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو خط لکھا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ شاہِ روم ہرقل شام کی ایک بستی جسے انطاکیہ کہتے ہیں وہاں آ کر قیام پذیر ہوا ہے اور اپنی سلطنت کے لوگوں کی طرف آدمی بھیجے کہ انہیں جمع کر کے لائیں۔ چنانچہ لوگ ہر مشکل اور آسان راستوں سے ہوتے ہوئے ہرقل کی طرف آئے۔ الہٰذا میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کو اس کی اطلاع بھیج دوں تاکہ اس بارے میں آپ فیصلہ کر سکیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت ابوعُبیدہؓ کی طرف جواباً لکھا کہ تمہارا خط مجھے ملا، میں نے اس کو سمجھا جو تم نے شاہِ روم ہرقل کے متعلق تحریر کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ انطاکیہ میں اس کا قیام کرنا اس کی اور اس کے ساتھیوں کی شکست اور اس میں اللہ کی طرف سے تمہاری اور مسلمانوں کی فتح ہے، گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ تم نے جو ہرقل کے اپنے مملکت کے لوگوں کو جمع کرنے اور کثیر تعداد میں لوگوں کے جمع ہونے سے متعلق تحریر کیا ہے تو یہ ہم اور تم پہلے سے جانتے ہیں کہ وہ ایسا کریں گے کیونکہ کوئی قوم بغیر قتال کے اپنے بادشاہ کو نہ چھوڑ سکتی ہے اور نہ اپنی مملکت سے نکل سکتی ہے۔ پھر آپ نے لکھا کہ

الحمد للہ! مجھے یہ معلوم ہے کہ ان سے لڑنے والے بہت سے مسلمان موت سے اسی قدر محبت رکھتے ہیں جس قدر دشمن زندگی سے محبت رکھتا ہے

اور اپنے قتال میں اللہ سے اجرِ عظیم کی امید رکھتے ہیں اور جہاد فی سبیل اللہ کے لیے اس سے زیادہ محبت رکھتے ہیں جتنی انہیں کنواری عورتوں اور قیمتی مال سے ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک مسلمان جنگ کے وقت ہزار مشرکین سے بہتر ہے۔ تم اپنی فوج کے ساتھ ان سے ٹکراؤ اور جو مسلمان تم سے غائب ہیں اس کی وجہ سے پریشان نہ ہو۔ یقیناً اللہ جس کا ذکر بہت بلند ہے وہ تمہارے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میں تمہاری مدد کے لیے لوگوں کو بھیج رہا ہوں یعنی اَور فوج بھی بھیج رہا ہوں جو تمہارے لیے کافی ہوگی اور مزید کی ان شاء اللہ خواہش نہ رہے گی۔ والسلام

(تاریخ الخمیس جلد ۳ صفحہ ۲۱۲ تا ۲۱۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۹ء)

اسی طرح حضرت عمرو بن عاصؓ کا بھی خط حضرت ابوبکرؓ کو ملا۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیتے ہوئے تحریر فرمایا کہ تمہارا خط مجھے موصول ہوا جس میں تم نے رومیوں کے فوج اکٹھی کرنے کا ذکر کیا ہے تو

یاد رہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کثرت فوج کی بنا پر ہمیں فتح و نصرت نہیں عطا کی۔ ہماری تو حالت یہ تھی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے اور ہمارے پاس صرف دو گھوڑے ہوتے اور اونٹ پر بھی باری باری سواری کرتے۔ احد کے دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہمارے پاس صرف ایک ہی گھوڑا تھا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار تھے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے دشمن پر غلبہ عطا فرماتا اور ہماری مدد کرتا تھا۔

آپؓ نے فرمایا کہ عمرو! یاد رکھو اللہ کا سب سے بڑا مطیع وہ ہے جو معصیت سے سب سے زیادہ بغض رکھے۔ خود بھی اللہ کی اطاعت کرو اور اپنے ساتھیوں کو بھی اطاعتِ الٰہی کا حکم دو۔

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے از علی محمد الصلابی، مترجم صفحہ 452-453 الفرقان ٹرسٹ خان گڑھ پاکستان)

حضرت یزید بن ابوسفیانؓ نے بھی حضرت ابوبکرؓ کو خط میں وہاں کے حالات لکھتے ہوئے مدد طلب کی جس کے جواب میں حضرت ابوبکرؓ نے لکھا کہ جب ان سے تمہارا مقابلہ ہو تو اپنے ساتھیوں کو لے کر ان پر ٹوٹ پڑو اور ان سے قتال کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں رسوا نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی ہے کہ اللہ کے حکم سے چھوٹا گروہ بڑے گروہ پر غالب آجاتا ہے اور اس کے باوجود میں تمہاری مدد کے لیے مجاہدین پر مجاہدین بھیج رہا ہوں یہاں تک کہ تمہارے لیے کافی ہو جائیں گے اور مزید کی حاجت نہ محسوس کرو گے۔ ان شاء اللہ۔ والسلام۔ حضرت ابوبکرؓ نے دستخط فرمائے۔

حضرت ابوبکرؓ نے یہ خط حضرت عبداللہ بن قُرْطؓ کو حضرت یزیدؓ کی طرف لے جانے کے لیے دیا اور حضرت عبداللہؓ آپؓ کا خط لے کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ حضرت یزیدؓ کے پاس پہنچے اور یہ خط مسلمانوں کے سامنے پڑھا جس سے مسلمان بہت خوش ہوئے۔

(ماخوذ از تاریخ الخمیس جلد ۳ صفحہ ۲۱۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۹ء)

حضرت ابوبکرؓ نے ہاشم بن عُتبہ کو بلایا اور ان سے فرمایا اے ہاشم! یقیناً تمہاری سعادت مندی اور نیک بختی ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو جس سے امت اپنے دشمن مشرکین کے خلاف جہاد میں مدد حاصل کر رہی ہے

اور جس کی خیر خواہی، صحت رائے، پاکدامنی اور جنگی صلاحیت پر حاکم کو اعتماد اور بھروسا ہے۔حضرت ابوبکرؓ نے انہیں یعنی ہاشم کو فرمایا کہ مسلمانوں نے مجھے خط لکھ کر اپنے دشمن کفار کے مقابلے میں مدد طلب کی ہے تو تم اپنے ساتھیوں کو لے کر ان کے پاس جاؤ۔ میں لوگوں کو تمہارے ساتھ جانے پر تیار کر رہا ہوں۔تم یہاں سے روانہ ہو جاؤ یہاں تک کہ ابوعُبَیدہؓ سے جاملو۔حضرت ابوبکرؓ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ اور فرمایا۔ امابعد! یقیناً تمہارے مسلمان بھائیوں میں سے کچھ خیر و عافیت سے ہیں۔ کچھ زخمی ہیں جن کا دفاع کیا جا رہا ہے اور ان کی دیکھ بھال کی جا رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دشمن کے دلوں میں ان کا رعب بٹھا دیا ہے۔

انہوں نے اپنے قلعوں میں پناہ لے کر ان کے دروازے بند کر لیے ہیں۔

مسلمانوں کی طرف سے پیغام رساں یہ خبر لائے ہیں کہ شاہِ روم ہرقل نے ان کے سامنے سے بھاگ کر شام کے کنارے ایک بستی میں پناہ لے لی ہے۔ انہوں نے ہمیں یہ خبر بھیجی ہے کہ ہرقل نے اس جگہ سے بہت بڑی فوج مسلمانوں سے مقابلے کے لیے روانہ کی ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ تمہارے مسلمان بھائیوں کی مدد کے لیے تمہاری فوج روانہ کروں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے ان کی پشت مضبوط کرے گا یعنی اس فوج کے ذریعہ سے مسلمانوں کی پشت مضبوط کرے گا اور دشمن کو ذلیل کرے گا اور ان کے دلوں میں اس کا رعب ڈال دے گا۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ ہَاشِم بن عُتبہ کے ساتھ تیار ہو جاؤ اور اللہ سے اجر و خیر کی امید رکھو۔

اگر تم کامیاب ہوئے تو فتح و غنیمت حاصل ہو گی

اور اگر ہلاک ہوئے تو شہادت و کرامت حاصل ہو گی۔

پھر حضرت ابوبکرؓ اپنے گھر آئے اور لوگ ہاشم بن عتبہ کے پاس جمع ہونے لگے یہاں تک کہ ان کی تعداد بڑھ گئی۔ جب ایک ہزار ہو گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے انہیں کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔ ہاشم نے حضرت ابوبکرؓ کو سلام کیا اور الوداع کہا۔حضرت ابوبکرؓ نے ان سے فرمایا اے ہاشم! ہم بڑے بوڑھے کی رائے، مشورہ اور حسن تدبیر سے استفادہ کیا کرتے تھے اور نوجوانوں کے صبر، قوت اور شجاعت پر بھروسا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر یہ سب خصائل جمع کر دیے ہیں۔تم ابھی نوعمر اور خیر کی طرف بڑھنے والے ہو۔

جب دشمن سے مڈھ بھیڑ ہو تو ڈٹ کر مقابلہ کرنا اور صبر کا مظاہرہ کرنا اور یاد رکھو اللہ کی راہ میں جو قدم بھی تم اٹھاؤ گے، جو خرچ بھی کرو گے اور جو پیاس تھکاوٹ اور بھوک تمہیں لاحق ہو گی اس کے بدلے اللہ تعالیٰ تمہارے نامہ اعمال میں عملِ صالح لکھے گا۔ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

ہاشم نے عرض کیا کہ اگر اللہ نے میرے ساتھ خیر خواہی چاہی تو مجھے ایسا ہی کرے گا اور میں ایسا ہی کروں گا۔قوت و طاقت اللہ ہی عطا کرنے والا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اگر میں مارا نہ گیا تو میں ان سے لڑوں گا۔ پھر ان سے لڑوں گا پھر ان سے لڑوں گا۔ پھر کہا کہ مجھے امید ہے کہ اگر میں قتل نہ کیا گیا تو میں ان سے بار بار لڑائی کروں گا یا انہوں نے یہ کہا کہ میری خواہش ہو گی کہ میں قتل کیا جاؤں اور بار بار قتل کیا جاؤں۔ یہ دو روایتیں ہیں۔ پھر ان سے ان کے چچا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے کہا کہ

اے بھتیجے! تم جو بھی نیزے چلاؤ اور جو ضرب بھی لگاؤ اس سے مقصود اللہ کی رضا ہو اور جان لو کہ تم بہت جلد دنیا سے رخصت ہونے والے ہو اور عنقریب اللہ کی طرف لوٹنے والے ہو اور دنیا سے لے کر آخرت تک تمہارے ساتھ سچائی کا قدم ہو گا جو تم نے اٹھایا ہو گا یا عمل صالح ہو گا جو تم نے کیا ہے۔

ہاشم نے کہا: چچا جان! آپؓ میری طرف سے اس بارے میں بالکل بے خوف رہیں۔ اگر میرا قیام وسفر، صبح شام کی نقل و حرکت، کوشش کرنا اور لشکر کشی کرنا اور اپنے نیزے سے زخم لگانا اور اپنی تلوار سے ضرب لگانا لوگوں کو دکھانے کے لیے ہو تو پھر مَیں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔یعنی کہ میرا ہر عمل تو اللہ کی خاطر ہو گا لوگوں کے لیے نہیں۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کے پاس سے روانہ ہوئے اور حضرت ابوعُبَیدہؓ کا راستہ اختیار کیا یہاں تک کہ ان کے پاس آ گئے۔ ان کے پہنچنے سے مسلمان خوش ہو گئے اور ایک دوسرے کو ان کی آمد کی خوشخبری سناتے۔

حضرت سعید بن عَامِر بن حِذْیَمؓ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت ابوبکرؓ انہیں جہاد شام پر بھیجنا چاہتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ یہ ایک اَور لشکر تیار کر رہے تھے۔حضرت سعید کا خیال تھا کہ یہ ان کی سرکردگی میں جائے گا۔ بہرحال ان کو یہ خبر پہنچی لیکن جب حضرت ابوبکرؓ نے کچھ تاخیر کر دی اور کچھ دن ان سے ذکر کرنے سے رُکے رہے تو حضرت سعیدؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور عرض کیا اے ابوبکرؓ! اللہ کی قسم مجھے یہ خبر ملی تھی کہ آپؓ مجھے رومیوں کی جانب بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں مگر پھر مَیں نے دیکھا کہ آپؓ نے خاموشی اختیار کر لی۔ میں نہیں جانتا کہ میرے بارے میں آپؓ کے دل میں کیا خیال آیا ہے اگر آپؓ میرے علاوہ کسی اَور کو امیر بنا کر بھیجنا چاہتے ہیں تو مجھے اس کے ساتھ بھیج دیں۔ میرے لیے اس سے بڑھ کر کوئی خوشی والی بات نہیں ہو گی۔ اور اگر آپ کسی کو بھی بھیجنا نہیں چاہتے تو میں جہاد کا شوق رکھتا ہوں آپؓ مجھے اجازت دیں کہ میں مسلمانوں سے جاملوں۔ اللہ آپؓ پر رحم فرمائے۔ میرے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ رومیوں نے بہت بڑا لشکر جمع کیا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا

اے سعید بن عامر! تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا تم پر رحم کرے۔ جہاں تک میں تمہیں جانتا ہوں تمہارا شمار تواضع اختیار کرنے والوں، صلہ رحمی کرنے والوں، صبح کے وقت تہجد ادا کرنے والوں اور بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والوں میں سے ہوتا ہے۔

تو حضرت سعیدؓ نے آپؓ سے عرض کیا کہ اللہ آپؓ پر رحم کرے اللہ کے مجھ پر اس سے بڑھ کر احسانات ہیں۔ اسی کا فضل اور احسان ہے۔ بخدا جہاں تک میں آپ کو جانتا ہوں آپ حق کو کھل کر بیان کرنے والے، انصاف کے ساتھ مضبوطی سے کھڑے ہونے والے، مومنوں کے ساتھ بہت رحم کرنے والے، کافروں کے مقابلے میں انتہائی سخت ہیں۔ آپؓ عدل کے ساتھ فیصلہ کرتے ہیں اور مال کی تقسیم کے وقت کسی کو ترجیح نہیں دیتے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے انہیں فرمایا: بس کرو اے سعید! بس کرو۔ اللہ آپ پر رحم کرے۔ جاؤ اور جنگ پر جانے کی تیاری کرو۔ میں شام میں موجود مسلمانوں کی طرف ایک لشکر بھیجنے والا ہوں اور اس پر تمہیں امیر مقرر کرتا ہوں۔ پھر آپ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اعلان کریں۔ انہوں نے اعلان کیا۔ مسلمانو! حضرت سعید بن عامر بن حِذْیَمؓ کے ساتھ شام کی مہم کے لیے تیار ہو جاؤ۔ چند دن میں ان کے ساتھ سات سو افراد تیار ہو گئے اور جب حضرت سعیدؓ نے کوچ کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت بلالؓ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ

اے رسول اللہؐ کے خلیفہ! اگر اللہ تعالیٰ کی خاطر آزاد کیا تھا تاکہ میں اپنے نفس کا مالک رہوں اور نفع بخش چیز کے سلسلہ میں نقل و حرکت کروں تو آپؓ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے رب کی راہ میں جہاد کروں۔ مجھے بیٹھے رہنے سے جہاد زیادہ محبوب ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اللہ گواہ ہے کہ میں نے تمہیں اسی کی خاطر آزاد کیا تھا اور میں تم سے اس کے بدلہ کسی قسم کی جزا اور شکریہ کا طلبگار نہیں ہوں۔ یہ زمین بہت وسیع ہے پس جس رستے کو تم پسند کرو اس پر چلو۔حضرت بلالؓ نے عرض کیا۔ اے صدیقؓ! شاید آپ نے میری اس بات کا بُرا منایا ہے اور آپؓ مجھ سے ناراض ہیں۔حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: نہیں بخدا! میں اس بات سے ناراض نہیں ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میری خواہش کی وجہ سے اپنی خواہش کو ترک مت کرو کیونکہ تمہاری خواہش تمہیں اللہ کی اطاعت کی طرف

بلاتی ہے۔حضرت بلالؓ نے عرض کیا اگر آپ چاہتے ہیں تو میں آپؓ کے پاس رک جاتا ہوں۔حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اگر تمہاری خواہش جہاد کرنے کی ہے تو میں تمہیں ٹھہرنے کا حکم کبھی نہیں دوں گا۔ میں تمہیں صرف اذان کے لیے چاہتا ہوں اور اے بلالؓ! مجھے تمہاری جدائی سے وحشت محسوس ہوتی ہے لیکن ایسی جدائی ضروری ہے جس کے بعد قیامت تک ملاقات نہ ہو گی۔ اے بلالؓ! تم عملِ صالح کرتے رہنا۔ یہ دنیا سے تمہارا زادِ راہ ہو، عملِ صالح اور جب تک تم زندہ رہو گے اس کی وجہ سے اللہ تمہارا ذکر باقی رکھے گا اور جب وفات پاؤ گے تو اس کا بہترین ثواب عطا کرے گا۔حضرت بلالؓ نے آپؓ سے عرض کیا: اللہ آپؓ کو اس دوست اور بھائی کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

بخدا! آپؓ نے جو ہمیں اللہ کی اطاعت پر صبر اور حق اور عمل صالح پر مداومت کا حکم فرمایا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لیے اذان نہیں دینا چاہتا۔

پھر حضرت سعید بن عامرؓ کے ساتھ حضرت بلالؓ بھی روانہ ہو گئے۔

(الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ… جلد۲ جزء۱ صفحہ۱۳۰ تا ۱۳۲ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۷ء)

یہ بھی درخواست کی کہ اگر صرف اذان کے لیے روکنا ہے تو میری خواہش یہی ہے کہ میں اذان نہ دوں کیونکہ دل نہیں مانتا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لیے اذان دوں۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے پاس اَور لوگ جمع ہو گئے۔ آپ نے حضرت معاویہؓ کو ان پر امیر بنایا اور انہیں ان کے بھائی حضرت یزیدؓ سے مل جانے کا حکم دیا۔حضرت معاویہؓ روانہ ہو کر حضرت یزیدؓ سے جا ملے۔ جب حضرت معاویہؓ کا گزر حضرت خالد بن سعیدؓ کے پاس سے ہوا تو ان کی فوج کا بقیہ حصہ بھی حضرت معاویہؓ کے ساتھ ہو گیا۔

(تاریخ الطبری جزء الثانی صفحہ ۳۳۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۱۲)

پھر حمزہ بن مالک ہمدانی ایک لشکر لے کر حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

اس لشکر کی تعداد ایک ہزار کے قریب یا اس سے بھی زیادہ تھی۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے ان کی تعداد اور تیاری دیکھی تو آپؓ بہت خوش ہوئے اور فرمایا

مسلمانوں پر اللہ کے اس احسان پر تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں۔ اللہ ہمیشہ ان لوگوں کے ذریعہ مسلمانوں کی مدد کر کے ان کی راحت کے سامان مہیا کرتا رہتا ہے۔ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی پشت کو مضبوط کرتا ہے اور ان کے دشمن کی پشت کو توڑ کر رکھ دیتا ہے۔

پھر حمزہ نے حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا: کیا آپؓ کے علاوہ مجھ پر کوئی اَور بھی امیر ہو گا؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: ہاں ہم نے تین امیر مقرر کیے ہیں تم ان میں سے جس کے ساتھ چاہو جا ملو۔ پھر جب حمزہ مسلمانوں سے ملے اور ان سے دریافت کیا کہ ان امراء میں سے کون سا امیر سب سے افضل اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے لحاظ سے سب سے بہترین ہے تو انہیں بتایا گیا کہ حضرت ابوعُبَیدہ بن جراحؓ۔ چنانچہ وہ ان سے جا ملے۔ یہ بھی ان لوگوں کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار تھا کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رہا میں اس کے ساتھ رہوں۔

جہادی وفود کے آنے کا سلسلہ مدینہ میں جاری رہا اور حضرت ابوبکرؓ انہیں مہمات پر روانہ کرتے رہتے۔ دوسری طرف حضرت ابوعُبَیدہؓ برابر حضرت ابوبکرؓ کو لکھتے رہے۔ رومی اور ان کے حاشیہ نشین قبائل مسلمانوں سے لڑنے کے لیے بھاری تعداد میں اکٹھے ہو رہے ہیں اس لیے مجھے ارشاد فرمائیں کہ اس موقع پر کیا کرنا چاہیے۔

(الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ… جلد۲ جزء۱ صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۶ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۷ء)

حضرت ابوعُبَیدہؓ کے پے در پے خطوط کے نتیجہ میں حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو شام بھیجنے کا فیصلہ کیا۔حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اللہ کی قَسم! میں ضرور خالد بن ولیدؓ کے ذریعہ رومیوں کو ان کے شیطانی وسوسے بھلا دوں گا۔حضرت خالدؓ اس وقت عراق میں تھے جس وقت حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالدؓ کو شام جانے اور وہاں اسلامی افواج کی امارت سنبھالنے کا حکم دیا تو حضرت ابوعُبَیدہؓ کو لکھا: امابعد! میں نے شام میں دشمنوں سے جنگ کی قیادت خالد کو سونپ دی ہے۔ تم اس کی مخالفت نہ کرنا۔ ان کی بات سننا اور ان کے حکم کی تعمیل کرنا۔ میں نے ان کو تمہارے اوپر اس لیے مقرر نہیں کیا کہ تم میرے نزدیک ان سے افضل نہیں ہو لیکن میرے خیال میں جو جنگی مہارت انہیں حاصل ہے تمہیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے لیے خیر کا ہی ارادہ کرے۔ والسلام۔

(الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ… جلد۲ جزء۱ صفحہ۱۴۸ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۷ء)

(تاریخ الخمیس جلد۳ صفحہ۲۲۰)

حضرت خالدؓ کی عراق سے شام کی طرف روانگی کے بارے میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ کا خط حضرت خالدؓ کو ملا تو اس کی مختلف روایات ہیں کہ وہ آٹھ سو یا چھ سو یا پانچ سو یا ہزاروں میں بھی ہیں، نو ہزار تک بھی ہے یا چھ ہزار کی بھی۔ یہ جمعیت لے کر شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ کچھ روایتوں میں سینکڑوں میں بات آتی ہے، کچھ میں ہزاروں میں۔ بہرحال وہ شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب حضرت خالد بن ولیدؓ قُرَاقِر مقام پر پہنچے تو آپ نے وہاں کے لوگوں پر حملہ کیا اور پھر وہاں سے صحرا کو عبور کرتے ہوئے انتہائی پُرصعوبت سفر طے کرنے کے بعد اپنا

سیاہ رنگ کا جھنڈا لہراتے ہوئے دمشق کے قریب ثَنِیَّةُ الْعُقَاب پہنچے۔

اس کے بارے میں، اس جھنڈے کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تھا جس کا نام عُقَاب تھا۔ اس جھنڈے کی وجہ سے اس گھاٹی کا نام بھی ثَنِیَّةُ الْعُقَاب پڑ گیا۔

(ماخوذ الکامل فی التاریخ جلد۲ صفحہ۲۵۶-۲۵۸ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۶ء)

(حضرت ابوبکر صدیقؓ اکبر از محمد حسین ہیکل مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی صفحہ 350 علم و عرفان پبلشرز لاہور 2004ء)

اس کے بعد دمشق کے مشرقی دروازے سے ایک میل کے فاصلے پر حضرت خالدؓ نے ایک جگہ قیام فرمایا۔بعض روایات میں مذکور ہے کہ حضرت ابوعُبَیدہؓ آپ کو یہیں ملے تھے اور دشمن کا محاصرہ اصل میں اسی روز شروع ہوا تھا۔بعض روایات میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت خالدؓ نے دمشق کے سامنے زیادہ دن تک قیام نہ کیا بلکہ آگے بڑھ کر قَنَاۃِ بُصریٰ پہنچے۔ جب حضرت خالد بن ولیدؓ مسلمانوں کے ساتھ بُصریٰ پہنچے تو تمام لشکر یہاں جمع ہو گئے اور سب نے یہاں کی جنگ میں انہیں اپنا امیر بنالیا۔ انہوں نے شہر کا محاصرہ کیا۔بعض کہتے ہیں کہ اس جنگ کے قائد حضرت یزید بن ابوسفیانؓ تھے کیونکہ یہ دمشق کی عملداری میں تھا جس کے وہ والی اور قائد تھے۔ یہاں کے باشندوں نے اس پر صلح کی کہ مسلمانوں کو جزیہ دیں گے اور مسلمان ان کی جانوں اور ان کے اموال اور ان کی اولاد کو امان دیں گے۔

(فتوح البلدان للبلاذری صفحہ 174 مترجم ابوالخیر مودودی، نفیس اکیڈمی لاہور 1986ء)

(حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ از محمد حسین ہیکل مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی صفحہ 351 علم و عرفان پبلشرز لاہور 2004ء)

پھر

معرکہ اَجْنَادَین

یا اجنادِین ہے۔ دونوں لکھے ہیں۔ اس کے بارے میں لکھا ہے کہ فلسطین کے نواحی علاقوں میں سے یہ ایک معروف بستی کا نام ہے۔

(معجم البلدان جلد۱ صفحہ۱۲۹ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

بُصریٰ کی فتح کے بعد حضرت خالدؓ، حضرت ابوعُبَیدہؓ، حضرت شرحبیلؓ اور حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کو ساتھ لے کر حضرت عمرو بن عاصؓ کی مدد کے لیے فلسطین کی طرف روانہ ہوئے۔حضرت عمروؓ اس وقت فلسطین کے نشیبی علاقوں میں مقیم تھے۔ آپ اسلامی لشکروں سے آ کر ملنا چاہتے تھے مگر رومی لشکر ان کے تعاقب میں تھا اور اس کوشش میں تھا کہ انہیں جنگ پر مجبور کر دے۔ رومیوں نے جب مسلمانوں کی آمد کے متعلق سنا تو وہ اجنادین کی طرف ہٹ گئے۔حضرت عمرو بن عاصؓ نے جب اسلامی لشکروں کے متعلق سنا تو وہ وہاں سے چل پڑے یہاں تک کہ اسلامی لشکروں سے جا ملے اور پھر سب اجنادین کے مقام پر جمع ہو گئے اور رومیوں کے سامنے صف آرا ہو گئے۔

(ماخوذ از تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ۳۴۶-۳۴۷ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۷ء)

(ماخوذ از الخلیفۃ الاول ابوبکر الصدیقؓ شخصیتہ و عصرہ للصلابی صفحہ ۳۱۲ دار المعرفۃ)

دوسری روایت یہ بھی ہے کہ اس کے مطابق اجنادین جانے سے قبل حضرت خالد بُصریٰ کی بجائے دمشق

کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور حضرت ابو عُبَیدہؓ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ اس محاصرے کے دوران ہرقل نے اہلِ دمشق کی مدد کے لیے ایک لشکر بھی بھیجا تھا جس کے ساتھ مسلمانوں کی جھڑپ ہوئی تھی جو بعد میں دمشق کی فتح کے ذیل میں بیان ہو جائے گی۔

(ماخوذ از حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل صفحہ 379-380 بک کارنر شوروم جہلم)

بہرحال دمشق کے محاصرے کے دوران حضرت خالدؓ اور حضرت ابو عُبَیدہؓ کو معلوم ہوا کہ حِمص کے حاکم نے ایک لشکر اکٹھا کیا ہے تا کہ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کا راستہ کاٹے جو کہ اس وقت بُصریٰ میں تھے اور یہ کہ رومیوں کا ایک بڑا لشکر اجنادین کے مقام پر اترا ہے۔

اس خبر نے حضرت خالدؓ اور حضرت ابو عُبَیدہؓ کو پریشان کر دیا کیونکہ آپؓ اس وقت اہلِ دمشق سے جنگ میں مصروف تھے۔ اس پر حضرت خالدؓ اور حضرت ابو عُبَیدہؓ نے باہم مشورہ کیا۔ حضرت ابو عُبَیدہؓ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم یہاں سے چلیں اور حضرت شرحبیلؓ تک پہنچ جائیں اس سے قبل کہ دشمن ان تک پہنچ جائے۔ حضرت خالدؓ نے کہا کہ اگر ہم حضرت شرحبیلؓ کی طرف گئے تو اجنادین میں موجود رومی لشکر ہمارا پیچھا کرے گا اس لیے میری رائے یہ ہے کہ ہم اسی بڑے لشکر کا قصد کریں جو کہ اجنادین میں موجود ہے اور حضرت شرحبیلؓ کی طرف پیغام بھیج دیں اور انہیں دشمن کی ان کی طرف ہونے والی حرکت سے آگاہ کر دیں اور انہیں کہیں کہ وہ اجنادین میں ہمارے ساتھ آملیں۔ اسی طرح ہم حضرت یزید بن ابوسفیانؓ اور حضرت عمروؓ کو بھی کہلا بھیجیں کہ وہ ہم سے اجنادین میں آ کر مل جائیں پھر ہم اپنے دشمن سے مقابلہ کریں۔ اس پر حضرت ابو عُبَیدہؓ نے کہا کہ یہ رائے بہت عمدہ ہے اللہ اس میں برکت رکھے۔ اس پر عمل کریں۔

ایک روایت کے مطابق حضرت ابو عُبَیدہؓ نے حضرت خالدؓ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ ہمارا لشکر شام میں متفرق مقامات پر منتشر ہے۔ لہٰذا ان تمام کو خط لکھا جائے کہ وہ ہمیں اجنادین کے مقام پر آ کر ملیں

چنانچہ جب حضرت خالدؓ نے دمشق سے اجنادین کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو تمام امرا کو خط لکھ کر اجنادین میں جمع ہونے کا ارشاد فرمایا۔ حضرت خالدؓ اور حضرت ابو عُبَیدہؓ بھی لوگوں کو لے کر دمشق کا محاصرہ چھوڑ کر اجنادین والوں کی طرف سرعت کے ساتھ نکل پڑے۔ حضرت ابو عُبَیدہؓ لشکر کے پچھلے حصہ میں تھے۔ اہلِ دمشق نے تعاقب کر کے حضرت ابو عُبَیدہؓ کو جا لیا اور ان کا گھیراؤ کر لیا۔ آپ دو سو آدمیوں کے ساتھ تھے۔ دراصل یہ عورتوں بچوں اور مال و اسباب پر مشتمل قافلہ تھا۔ ایک روایت کے مطابق ان کی نگرانی اور حفاظت کے لیے ایک ہزار سوار بھی موجود تھے۔ جبکہ اہلِ دمشق بہت بڑی تعداد میں تھے۔ بہرحال حضرت ابو عُبَیدہؓ نے ان سے شدید لڑائی کی۔ جب اس کی اطلاع حضرت خالدؓ تک پہنچی جو کہ سواروں کے ساتھ لشکر کے اگلے حصہ میں تھے تو آپؓ واپس لوٹے اور آپؓ کے ساتھ دوسرے لوگ بھی لوٹے۔ پھر سواروں نے رومیوں پر حملہ کر دیا اور انہیں ایک دوسرے پر گراتے ہوئے تین میل تک پیچھے دھکیل دیا یہاں تک کہ وہ واپس دمشق میں داخل ہو گئے۔ دوسری طرف اجنادین میں مقیم رومی فوج نے اپنے دوسرے لشکر کی جانب خط روانہ کیا اور انہیں بھی اجنادین آنے کی ہدایت کی۔ رومیوں کا یہ لشکر حضرت شرحبیلؓ پر حملہ کی غرض سے بُصریٰ کی طرف جا رہا تھا چنانچہ وہ لشکر بھی اجنادین آ گیا۔ اسی طرح حضرت خالدؓ کی ہدایت پر تمام اسلامی لشکر بھی اجنادین میں جمع ہو گئے۔

(ماخوذ از تاریخ الخمیس جلد ۳ صفحہ ۲۲۸تا۲۳۰ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۹ء)

(مردانِ عرب صفحہ 214،216)

رومی سپہ سالار نے مسلمانوں کو کچھ دے دلا کر واپس بھیجنا چاہا کیونکہ ایرانیوں کی طرح اس کا بھی یہی خیال تھا کہ یہ بھوکے ننگے لوگ ہیں۔ اپنے غریب ملک سے لوٹ مار کے لیے نکلے ہیں۔ وہ صدیوں کے غیر متمدن جاہل مفلس اور بے سروسامان صحرانشین عربوں سے کسی اعلیٰ مقصد کا تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔ چنانچہ حضرت خالدؓ کو ایک پیشکش کی کہ اگر وہ اور ان کی فوج واپس چلے جائیں تو ہر سپاہی کو ایک دستار ایک جوڑا کپڑا اور ایک طلائی دینار دیا جائے گا۔ سپہ سالار کو دس جوڑے کپڑے اور ایک سو طلائی دینار اور خلیفہ کو ایک سو جوڑے کپڑے اور ایک ہزار دینار۔ تو یہ انہوں نے کہا کہ یہ ڈاکو لٹیرے ہیں۔ ان کو اتنا دو اور رخصت کر دو۔ حضرت خالدؓ نے یہ سنا تو یہ پیشکش بڑی حقارت سے ٹھکرا دی اور انتہائی سخت الفاظ میں کہا کہ

رومیو! ہم تمہاری خیرات کو حقارت سے ٹھکراتے ہیں کیونکہ جلد ہی ہم تمہارے مال و دولت، تمہارے کنبوں اور تمہاری ذاتوں کے مالک بن جائیں گے۔

(عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد صفحہ 156-157 البدر پبلیکیشنز لاہور)

جب دونوں لشکر قریب ہو گئے تو رومیوں کے ایک سردار نے ایک عربی شخص کو بلا کر کہا کہ تم مسلمانوں میں داخل ہو جاؤ۔ وہ عربی مسلمان نہیں تھا اور ان میں ایک دن رات ٹھہرو۔ پھر میرے پاس ان کی خبریں لاؤ۔ وہ شخص لوگوں میں جا گھسا۔ عربی شخص ہونے کی وجہ سے کسی نے اس کو اجنبی نہ سمجھا وہ مسلمانوں کے درمیان ایک دن اور ایک رات مقیم رہا۔ پھر جب رومی سردار کے پاس واپس آیا تو اس نے پوچھا: کیا خبر لائے ہو؟ اس نے کہا خبر کا پوچھتے ہو تو پھر

خبر یہ ہے کہ رات کو یہ عبادت گزار ہیں، رات کی عبادت کرنے والے ہیں اور دن کو شہسوار۔ اپنے درمیان انصاف کو قائم رکھنے کی خاطر اگر ان کے بادشاہ کا بیٹا بھی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتے ہیں اور اگر زنا کرے تو اس کو سنگسار کر دیتے ہیں۔

رومی سردار نے اسے کہا کہ اگر تم مجھ سے سچ کہہ رہے ہو تو سطحِ زمین پر ان سے مقابلہ کرنے کی نسبت زمین کے اندر سما جانا بہتر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھ پر بس اتنی عنایت کرے کہ مجھے اور انہیں اپنے حال پر چھوڑ دے نہ ان کے خلاف میری مدد کرے اور نہ ہی میرے خلاف ان کی۔ (تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۳۴۷ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۱۲ء) تاریخ طبری میں یہ لکھا ہے۔

بہرحال صبح کے وقت لوگ ایک دوسرے کے قریب ہو گئے تو حضرت خالدؓ نکلے اور لشکر کو ترتیب دیا۔ حضرت خالدؓ لوگوں کے درمیان انہیں جہاد کی ترغیب دلاتے ہوئے چلتے جاتے تھے اور ایک جگہ نہ رکتے تھے اور آپ نے مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیا کہ وہ مضبوطی سے ڈٹی رہیں اور لوگوں کے پیچھے کھڑی ہو جائیں۔ اللہ کو پکاریں اور اسی سے فریاد کرتی رہیں اور جب بھی مسلمانوں میں سے کوئی آدمی ان کے پاس سے گزرے تو وہ اپنے بچوں کو ان کی طرف بلند کریں اور ان سے کہیں کہ اپنی اولاد اور عورتوں کو بچانے کے لیے جنگ کرو۔ حضرت خالدؓ ہر دستے کے پاس ٹھہرتے اور فرماتے: اے اللہ کے بندو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اللہ کے راستے میں اور ان لوگوں سے جنگ کرو جنہوں نے اللہ کا انکار کیا ہے اور اپنی ایڑیوں کے بل پھر نہ جانا اور تم اپنے دشمن سے مرعوب نہ ہونا بلکہ شیروں کی طرح پیش قدمی کرو یہاں تک کہ رعب چھٹ جائے اور تم آزاد معزز لوگ ہو۔ تمہیں دنیا بھی دی گئی ہے اور آخرت کا بدلہ بھی تمہارے لیے اللہ کے ذمہ واجب قرار دیا گیا ہے۔ دشمن کی کثرت جو تم دیکھ رہے ہو تمہیں خوف میں مبتلا نہ کرے۔ یقیناً اللہ اپنا عذاب اور سزا نازل کرنے والا ہے۔ حضرت خالدؓ نے لوگوں سے فرمایا کہ جب میں حملہ کروں تو تم بھی حملہ کر دینا۔

(ماخوذ از تاریخ الخمیس جلد ۳ صفحہ ۲۳۰-۲۳۱ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۹ء)

اس کے بعد دونوں لشکروں میں شدید لڑائی ہوئی۔ حضرت سعید بن زید نے مسلمانوں کو اس طرح نصیحت کر کے جوش دلایا کہ

اے لوگو! اللہ کے سامنے اپنی موت کو یاد رکھو اور جنگ سے بھاگ کر جہنم کے مستحق مت بنو۔ اے دین کی حفاظت کرنے والو! اور اے قرآن کی

تلاوت کرنے والو! صبر سے کام لو، صبر سے!

جب جنگ ہوئی اور سخت جنگ ہوئی تو رومیوں نے بھاگ کر جان بچائی۔ جب اپنے مقام پر پہنچ گئے تو وَرْدَان نے اپنی قوم کے سامنے تقریر کی اور کہا کہ اگر یہی حالت رہی تو یہ ملک و دولت تم سے چلی جائے گی۔ بہتر ہے کہ اب بھی اپنے دلوں کے زنگ کو دھو ڈالو۔ ہمارے دلوں میں خیال تک نہیں گزرا تھا کہ یہ چرواہے اور یہ بھوکے ننگے غلام عرب ہم سے لڑیں گے۔ ان کو قحط و خشک سالی نے ہماری طرف روانہ کیا اور اب انہوں نے یہاں آ کر پھل کھائے، میوے کھائے، جَو کی جگہ گندم کی روٹی مل گئی۔سرکہ کی جگہ شہد کھا رہے ہیں۔ انجیر، انگور اور عمدہ اشیاء سے لطف اٹھا رہے ہیں۔ پھر اس نے کچھ سرداروں سے رائے طلب کی تو

ایک سردار نے یہ مشورہ دیا کہ اگر مسلمانوں کو شکست دینا چاہتے ہو تو ان کے امیر کو کسی حیلے اور بہانے سے دھوکے سے بلا کر قتل کر دو تو باقی سب لوگ بھاگ جائیں گے۔

تم پہلے قوم کے دس سپاہیوں کو بھیجو کہ وہ گھات لگا کر بیٹھ جائیں اور پھر مسلمانوں کے امیر کو اکیلے گفتگو اور مذاکرات کے لیے بلاؤ۔ جب وہ بات چیت کی غرض سے آئے تو گھات لگائے ہوئے سپاہی دھاوا بول کر اسے قتل کر دیں۔

چنانچہ رومیوں کے امیر نے ایک فصیح و بلیغ شخص کو حضرت خالدؓ کے پاس بھیجا۔ قاصد جب مسلمانوں کے پاس پہنچا تو زور سے آواز دی کہ اے عرب! کیا خونریزی اور اس قتل پر بس نہیں کرتے ہو۔ ہم نے صلح کی ایک تجویز سوچی ہے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ تمہارا سردار مجھ سے گفتگو کے لیے آگے آ جائے۔حضرت خالدؓ آگے آئے اور اسے کہا کہ تُو جو پیغام لایا ہے اسے بیان کر مگر سچائی کو مدنظر رکھنا۔ اس نے کہا کہ میں اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ ہمارا امیر خونریزی کو پسند نہیں کرتا۔ اب تک جو لوگ قتل ہوئے ہیں ان کو اس پر غم ہے۔ اس لیے ان کی یہ رائے ہے کہ تم لوگوں کو کچھ مال دے کر ایک معاہدہ کریں تا کہ جنگ بندی ہو جائے۔ دورانِ گفتگو اللہ تعالیٰ نے جو قاصد آیا تھا اس کے دل میں ایسا رعب ڈالا کہ اس نے حضرت خالدؓ سے اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے بدلے اپنے سردار کا پورا منصوبہ حضرت خالدؓ کے سامنے بیان کر دیا۔ سارا منصوبہ جو اس کو پتہ تھا کہ کس طرح چھپ کر حضرت خالدؓ پہ حملہ کرنا ہے۔حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ اگر تم نے غداری نہیں کی تو میں تجھے اور تیرے اہل و عیال کو امان دیتا ہوں۔ پھر وہ واپس چلا گیا اور اپنے سردار کو جا کر بتایا کہ حضرت خالدؓ ان سے بات چیت کے لیے تیار ہیں۔ وہ بہت خوش ہوا اور جو جگہ بات چیت کے لیے معین کی گئی تھی وہاں اپنے دس سپاہیوں کو ایک ٹیلے کے پیچھے چھپا کر گھات لگانے کا حکم دیا۔حضرت خالدؓ جیسا کہ اس نے بتا دیا تھا اس کے منصوبے کو جان چکے تھے۔ چنانچہ آپ نے حضرت ضرارؓ سمیت دس مسلمانوں کو اس مقام کی طرف بھیجا جہاں دشمن گھات لگائے ہوئے تھا۔مسلمانوں نے اس جگہ پہنچ کر رومی سپاہیوں کو جا لیا اور سب کو قتل کر کے خود ان کی جگہ بیٹھ گئے۔حضرت خالدؓ رومیوں کے امیر سے بات چیت کے لیے چلے گئے۔ دونوں طرف کی فوجیں بالکل ایک دوسرے کے مقابل تیار کھڑی تھیں۔ رومی امیر بھی وہاں پہنچ گیا۔حضرت خالدؓ نے اس سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا۔

اگر تم اسلام قبول کر لو تو تم ہمارے بھائی بن جاؤ گے ورنہ جزیہ دو یا لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔

رومی امیر کو گھات لگائے ہوئے سپاہیوں پر بھروسا تھا۔ چنانچہ وہ ایک دم حضرت خالدؓ پر تلوار سے حملہ آور ہوا اور آپ کے دونوں بازوؤں کو پکڑ لیا۔حضرت خالدؓ نے بھی اس پر حملہ کیا۔ رومی امیر نے اپنے آدمیوں کو آواز دی کہ جلدی دوڑو، مَیں نے مسلمانوں کے امیر کو پکڑ لیا ہے۔ ٹیلے کے پیچھے سے صحابہ کرامؓ نے یہ آواز سنی تو تلواریں سونت کر اس کی طرف لپکے۔ وَرْدَان پہلے تو یہ سمجھا کہ یہ میرے آدمی ہیں مگر جب حضرت ضِرارؓ پر نظر پڑی تو بدحواس ہو گیا اس کے بعد حضرت ضِرارؓ اور دوسرے سپاہیوں نے مل کر اس کا کام تمام کر دیا۔ جب رومیوں کو اپنے امیر کی موت کی خبر ہوئی تو ان کے حوصلے پست ہو گئے۔

(ماخوذ از فتوحات شام از مولانا فضل محمد یوسف زئی صفحہ 97 تا 104 مکتبہ ایمان و یقین 2011ء)

اس کے بعد لوگ ایک دوسرے پر جھپٹ پڑے اور لڑائی شروع ہو گئی۔ رومیوں کے ایک اَور سردار نے مسلمانوں کی لڑائی کا حال دیکھا تو اپنے لوگوں سے کہا کہ میرے سر کو کپڑے سے باندھ دو۔ انہوں نے اس سے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا کہ آج کا دن بڑا منحوس ہے میں اس کو دیکھنا نہیں چاہتا۔ میں نے دنیا میں آج تک ایسا سخت دن نہیں دیکھا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے اس کا سر قلم کیا تو وہ کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔

(تاریخ طبری جلد۲ صفحہ ۳۴۷ دارالکتب العلمیة بیروت ۱۹۸۷ء)

اس جنگ میں رومیوں کی تعداد ایک لاکھ کے قریب تھی۔ (فتوح البلدان لامام ابی الحسن البلاذری صفحہ ۷۴ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۰ء) مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار۔ (الخلیفة الاول ابوبکر الصدیق شخصیته و عصرہ للدکتور علی محمد الصلابی صفحہ ۳۱۲ دارالمعرفة بیروت ۲۰۰۶ء) اور ایک روایت کے مطابق پینتیس ہزار تھی۔
(عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد صفحہ 805 البدر پبلیکیشنز لاہور 2000ء)

اس جنگ میں تین ہزار رومی مارے گئے اور ان کا شکست خوردہ لشکر دیگر کئی شہروں میں پناہ لینے پر مجبور ہوا۔

(تاریخ الخمیس جلد ۳ صفحہ ۲۳۱ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۹ء)

اَجْنَادَین کی فتح کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو ایک خط کے ذریعہ یہ خوشخبری سنائی۔ اس کا متن اس طرح ہے کہ السلام علیکم۔ میں آپ کو خبر دے رہا ہوں کہ ہماری اور مشرکین کی جنگ ہوئی اور انہوں نے ہمارے مقابلے میں بڑے بڑے لشکر اجنادین میں جمع کر رکھے تھے۔ انہوں نے اپنی صلیبیں بلند کی ہوئی تھیں اور کتابیں اٹھائی ہوئی تھیں اور انہوں نے اللہ کی قسم کھا رکھی تھی کہ وہ فرار اختیار نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہمیں فنا کر دیں یا ہمیں اپنے شہروں سے نکال باہر کریں اور

ہم بھی اللہ پر پختہ یقین اور اس پر توکّل کرتے ہوئے نکلے۔ پھر ہم نے کسی قدر ان پر نیزوں سے وار کیا پھر ہم نے تلواریں نکالیں اور ان کے ذریعہ دشمن پر اتنی دیر تک ضربیں لگائیں جتنی دیر میں اونٹ کو ذبح کر کے تیار کیا جاتا ہے۔

پھر اللہ نے اپنی مدد نازل کی اور اپنا وعدہ پورا کر دیا اور کافروں کو شکست دی اور ہم نے انہیں ہر کشادہ راستے، ہر گھاٹی اور ہر نشیبی جگہ پر موت کے گھاٹ اتارا۔ اپنے دین کو غلبہ عطا کرنے اور اپنے دشمن کو ذلیل کرنے اور اپنے دوستوں سے عمدہ سلوک کرنے پر تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ جب یہ خط حضرت ابوبکرؓ کے سامنے پڑھا گیا تو اس وقت آپ مرض الموت میں مبتلا تھے۔ آپؓ کو اس فتح نے خوش کر دیا اور آپؓ نے فرمایا الحمد للہ! تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مسلمانوں کی مدد کی اور اس سے میری آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیا۔

(تاریخ الخمیس جلد ۳ صفحہ ۲۳۱-۲۳۲ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۹ء)

اَجْنَادَین کی جنگ کے بارے میں یہ بھی ابہام ہے کہ یہ کب ہوئی؟ بعض کے نزدیک تو یہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ہوئی تھی۔ اس بارے میں جو ایک وضاحت ہے یہ بھی بیان کر دیتا ہوں۔ جیسا کہ یہ سوال اٹھتا ہے کہ یہ کب ہوئی؟ تو مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت کے مطابق یہ جنگ تیرہ ہجری میں حضرت ابوبکرؓ کی وفات سے چوبیس دن یا بیس دن یا چونتیس دن پہلے لڑی گئی۔

(تاریخ الخمیس جلد ۳ صفحہ ۲۳۲ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۹ء)

(فتوح البلدان لامام ابی الحسن البلاذری صفحہ ۷۴ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۰ء)

اور بعض مؤرخین کے زمانے میں یہ جنگ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں پندرہ ہجری میں لڑی گئی۔
(الکامل فی التاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۶۶ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۲ء)

بہرحال ہمارے جو تحقیق کرنے والے ہیں ان کی جو تحقیق ہے اور ان کا یہ خیال ہے اور یہ خیال صحیح لگتا ہے کہ غالب امکان یہی ہے کہ اجنادین کے مقام پر دو مرتبہ جنگ ہوئی ہو۔ پہلی بار حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں اور دوسری بار حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں، کیونکہ بعض کتب تاریخ میں دونوں مواقع پر اسلامی افواج الگ الگ بیان ہوئی ہیں۔ تیرہ ہجری میں ہونے والی جنگ کے سپہ سالار حضرت خالد بن ولیدؓ تھے اور پندرہ ہجری میں ہونے والی جنگ کے سپہ سالار حضرت عمرو بن عاصؓ تھے۔ بہرحال اللہ بہتر جانتا ہے، واللّٰہ اعلم۔
فتح دمشق کے بارے میں تفصیلات ہیں۔ وہ ان شاء اللہ آئندہ۔

(الفضل انٹرنیشنل 16/ستمبر 2022ء صفحہ 5 تا 10)

مترجم: ابو سلطان

ڈائری عابد خان سے ایک ورق

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

23 مئی 2015ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور آپ کا قافلہ اٹھارہ روزہ دورہ کے لئے جرمنی روانہ ہوئے جہاں حضور انور نے جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت اختیار فرما کر اس کو اعزاز بخشا۔

امریکہ کے خدام کی حضور انور سے ملاقات

اس روز مجھے اپنے دو قریبی دوستوں مکرم امجد خان صاحب اور مکرم قدوس ملک صاحب کے ساتھ کچھ وقت گزارنے کا موقع ملا۔ وہ دونوں امریکہ سے سفر کر کے جرمنی تشریف لائے تھے۔ وہ دونوں کسی موقع کی تلاش میں تھے کہ حضور انور سے اپنی واپسی سے پہلے ملاقات کر سکیں۔ لہٰذا میں نے انہیں مشورہ دیا کہ جب حضور انور مغرب اور عشاء کی نماز کے لیے اپنی رہائش گاہ سے تشریف لائیں تو وہ راستے میں کھڑے ہو جائیں۔ممکن ہے کہ انہیں سلام پیش کرنے کا موقع مل جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضور انور نماز کے لیے نیچے تشریف لائے تو آپ نے انہیں دیکھا اور نہایت شفقت اور محبت سے ان سے ملاقات فرمائی۔ انہیں حضور انور کی رہائش گاہ سے جلسہ گاہ تک حضور انور کے ساتھ چلنے کی سعادت نصیب ہوئی، جہاں نماز پڑھی جاتی تھی جو چند سو میٹر کے فاصلے پر تھی۔ دونوں (دوستوں) امجد اور قدوس نے مجھے بعد میں بتایا کہ وہ چند لمحات ان کی زندگی کے خوشگوار ترین اور یادگار ترین لمحات میں سے تھے۔ اس ملاقات کے بارے میں مکرم قدوس صاحب نے بتایا کہ:

''آج حضور انور کے پیچھے چلتے ہوئے میں کانپ رہا تھا اس لمحہ کے بارے میں میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا اور یہ میری زندگی کا خوشگوار ترین اور مبارک لمحہ تھا۔''

قدوس صاحب نے مجھے بتایا کہ جب وہ نماز کی جگہ کی طرف جا رہے تھے تو حضور انور نے فرمایا کہ آپ نے اسے سامعین میں بیٹھے ہوئے دیکھا تھا اور دوران خطاب ایک موقع پر حضور انور نے دیکھا کہ قدوس مسکرایا تھا۔ قدوس صاحب نے بتایا کہ انہیں حیرت تھی کہ حضور انور ایک وقت میں ہمہ جہت کام کیسے کر لیتے ہیں۔ جہاں آپ جلسے کے خطاب کے دوران ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں پر بھی نظر رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔

حضور انور کی قربت میں گزرے ان چند لمحات کے بارے میں امجد صاحب نے کہا کہ جلسہ سالانہ جرمنی کے دوران حضور انور کی قربت کے چند لمحات کا میسر آنا اور وہ بھی اپنے گھر سے کئی ہزار میل دور یقیناً اللہ تعالیٰ کا ایک ناقابل بیان فضل تھا۔

امجد نے بتایا کہ Los Angeles واپسی کی گیارہ گھنٹے کی فلائٹ کے دوران وہ حضور انور کی قربت میں گزرے ہوئے ان لمحات کے بارے میں سوچتے رہے۔

حضور انور کا امیر صاحب سانگھڑ کو طلب فرمانا

جلسہ سالانہ کے اختتامی خطاب کے لیے حضور انور جلسہ گاہ تشریف لا رہے تھے جس (خطاب) سے قبل بیعت کی تقریب تھی۔ جس دوران حضور انور بیعت لینے کے مقام کی طرف تشریف لے جا رہے تھے میں نے دیکھا کہ حضور انور نے ایک احمدی دوست کی طرف اشارہ فرمایا اور ہدایت دی کہ وہ آگے آئیں۔حضور انور نے فرمایا کہ وہ بیعت کی تقریب میں پاکستان کی نمائندگی کریں گے۔ یہ احمدی دوست امیر صاحب سانگھڑ جماعت احمدیہ پاکستان تھے۔ یہ بات حیران کن تھی کہ حضور انور نے ہزاروں کے مجمع میں انہیں پہچان لیا۔ پاکستان بھر میں احمدیوں کو مشکلات اور ظلم و تعدی کا سامنا ہے اور سانگھڑ جو سندھ کا ضلع ہے، خاص طور پر ایسی جگہ ہے جہاں احمدی خطرے میں ہیں۔ یقیناً امیر صاحب سانگھڑ کو کئی مشکلات کا سامنا ہوا ہو گا اور ایسا لگ رہا تھا کہ اس دن خلیفہ وقت نے ان کی خدمات کے اعزاز میں انہیں خاص عزت و اکرام اور سعادت سے نوازا تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

شہداء کی فیملی کے لیے حضور انور کی محبت

جلسہ سالانہ کے اختتام پر حضور انور چند لمحات کے لیے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے تاہم جس دوران احمدیوں کی اکثریت نے اپنے گھروں میں واپسی شروع کی حضور انور کے فرائض چند منٹوں کے بعد ہی دوبارہ شروع ہو گئے۔ آپ نے نو مبائعین سے ملاقات فرمائی۔جس کے بعد ایک جرمن جرنلسٹ اور کروشین ڈاکومنٹری بنانے والے نے آپ کا انٹرویو کیا۔ جب حضور انور اپنے دفتر میں تشریف لے جا رہے تھے تو آپ کا تعارف ایک احمدی فیملی سے کروایا گیا جو 28 مئی 2010ء کے سانحہ کے بلاواسطہ متاثرین میں سے تھی۔ وہ ایک احمدی خاتون تھیں جو اپنے دو چھوٹے بچوں کے ساتھ کھڑی تھیں۔

نہایت مشفقانہ انداز میں حضور انور نے ہر فرد خاندان سے ملاقات فرمائی جس کے بعد آپ اپنے دفتر میں تشریف لے گئے۔ جب شہید کی بیٹی عزیزہ ہبۃ الوحید (بعمر سات سال) نے حضور انور کو دفتر کے لیے بڑھتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگی ''حضور میں نے آپ سے کچھ باتیں کرنی تھیں''۔ اس پر حضور انور نے نہایت شفقت سے فرمایا کہ آپ کو چند دیگر احباب سے ملنا ہے اس لیے آپ بعد میں عزیزہ ہبۃ الوحید سے گفتگو فرمائیں گے۔ یہ بچی بہت پیاری تھی اور حضور انور نے نہایت محبت اور شفقت سے اس کو جواب عطا فرمایا۔ یقیناً حضور انور اپنے وعدے کی پاسداری کرنے والے ہیں۔ یوں جب آپ کی ملاقاتیں ختم ہوئیں تو حضور انور نے اس بچی کے بارے میں استفسار فرمایا اور اس کو پوچھا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔ اس پر ایک سات سال کی عمر کی بچی نے بتایا کہ وہ حضور انور کی خدمت میں اپنی فیملی کے لیے دعا کی درخواست کرنا چاہتی ہے۔ پھر کہنے لگی اور دوسری بات، آپ کا کب چکر لگ رہا ہے ہماری طرف۔

جب اس بچی نے یہ الفاظ ادا کیے تو ہم سب ہنس پڑے اور حضور انور نے بھی تبسم فرمایا اور اس بچی کے الفاظ سے خوب محظوظ ہوئے۔ خلیفہ وقت سے ایسی بے تکلفی شاذ و نادر ہی دیکھنے کو ملتی ہے اور شاید بچوں کی معصومیت کے باعث ظہور پذیر ہوتی ہے۔ یہ ایک نہایت دلکش اور حسین منظر تھا جہاں خلیفہ وقت کی محبت ایک شہید کی بچی کے لیے اور ایک غمزدہ بچی کی اپنے خلیفہ وقت سے محبت سب پر عیاں ہو رہی تھی۔ اس دلکش ملاقات کے اختتام پر حضور انور نے اس چھوٹی بچی اور اس کے بھائی کو کچھ چاکلیٹس بطور تحفہ عنایت فرمائیں۔

حضور انور کی نو مبائعات سے ملاقات

اس شام حضور انور نے نو مبائعات سے ملاقات فرمائی، بعد ازاں نو مبائعین کے گروپ میں بھی اپنے دفتر واقع Karlsruhe میں ملاقات فرمائی جس دوران نو مبائعین کو قبولِ احمدیت کے بارے میں اپنے ایمان افروز واقعات سنانے کا موقع ملا۔

فلاسفی کے ایک طالب علم نے بتایا کہ انہوں نے نہایت اخلاص سے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی کی دعا کی اور جلد ہی انہوں نے خواب میں یہ الفاظ سنے کہ ''احمدیت ایک نور ہے''۔ انہوں نے بتایا کہ ان کی خواب نے ان پر احمدیت کی سچائی ثابت کر دی تھی اس لیے انہوں نے بیعت کر لی ہے۔

ایک جرمن نو مبائع نے اپنے جلسہ سالانہ کے تجربہ کے بارے میں ہمیں بتایا کہ ''ان دنوں میں، میں نے حضور انور کی روشنی اور نور کو دیکھا ہے اور احمدیت کی سچائی میرے دل پر نقش ہو گئی ہے۔ ان شاء اللہ، میں اس سچائی کو جہاں تک ممکن ہو سکا پھیلاؤں گا۔''

اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ آپ کو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کو ایمان میں بڑھاتا چلا جائے۔''

ایک عرب نو مبائع جو بیلجیئم میں مقیم ہیں، نے جلسہ کے موقع پر پہلی مرتبہ حضور انور کو دیکھنے پر کہا کہ ''جونہی میں نے حضور انور کو دیکھا ایک منفرد روحانی کیفیت میرے دل میں پیدا ہوئی۔ میرے ذہن میں بس یہی خیال تھا کہ خلیفہ ایک سچا شخص ہے۔ جب میں نے آپ کو دیکھا تو میرے آنسو بہہ نکلے اور میں خود پر قابو نہ رکھ سکا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میں کوئی نیا وجود بن چکا ہوں۔''

بوسنیا کے وفد سے ملاقات

حضور انور کی اگلی ملاقات احمدی اور غیر احمدی مہمانوں کے وفد سے ہوئی جو بوسنیا سے جلسہ میں شمولیت کی غرض سے تشریف لائے تھے۔ حضور انور کی مختلف وفود سے ملاقاتیں نہایت مؤثر تھیں تاہم بوسنیا کے وفد سے ملاقات نے مجھے بہت زیادہ جذباتی کر دیا۔ احمدی اور غیر احمدی احباب سے حضور انور اور جماعت کے بارے میں اس قدر محبت بھرے الفاظ کا سننا بہت زبردست اور جذباتی کر دینے والا تھا۔

ایک نوجوان بوسنیئن دوست جن کا نام Maid Ormanovic ہے، نے بتایا کہ انہوں نے گزشتہ روز تقریب بیعت کے دوران بیعت کی ہے اور یہ بھی بتایا کہ احمدیت قبول کرنے سے پہلے وہ ایک غیر احمدی مولوی تھے۔ انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا:

''جب میں نے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور انور کو پہلی مرتبہ دیکھا تو اس لمحے میرے جملہ سوالات و خدشات کا جواب مل گیا تھا کیونکہ حضور انور کو دیکھنے کے بعد میں پوری طرح اطمینان اور سکون حاصل کر چکا تھا۔ حضور انور کے چہرے کی زیارت نے ہی مجھے بتا دیا تھا کہ جماعت احمدیہ کی خلافت ہی سچی خلافت ہے۔''

بقیہ صفحہ 14 پر

صفدر نذیر جاوید گولیکی

وقف زندگی پر ایک گہری نظر

جماعت احمدیہ میں وقف کی روح کو اجاگر کرنے کے لئے کئی طرح کے وقف ہیں۔ وقف عارضی 15 دن سے 3 ماہ، 3 سال، 5 سال حسب توفیق مختلف ماہرین وقف کر کے جماعت کی خدمت کرتے ہیں۔ بعد از ریٹائرمنٹ وقف یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی زبردست سکیم چلی۔ اپنی اپنی سروس پوری کرنے کے بعد اپنی بقیہ زندگی وقف کر دی اور اس طرح اللہ تعالیٰ عمر میں برکت ڈال دیتا ہے۔ اسی طرح وقف نو کی سکیم ساری دنیا میں جاری ہے۔ میں اس وقت جس وقف کی بات کرنا چاہتا ہوں وہ وقف زندگی ہے اور خاص طور پر جامعہ احمدیہ میں آنے سے پہلے وہ معاہدہ وقف زندگی کا جو کیا جاتا ہے اس پر بات کرنی ہے۔ 1974ء کی بات ہے میرے والد صاحب محترم چوہدری نذر محمد نذیر مرحوم واقف زندگی بعد از ریٹائرمنٹ مجھے خانیوال سے ربوہ لائے اور وکیل التعلیم صاحب کے سامنے پیش کیا۔ مکرم وکیل التعلیم صاحب نے میرا رزلٹ دیکھا تو کہا اسے ریلوے میں بھرتی کروا دیں چونکہ میری معاشرتی علوم میں کمپارٹ تھی جو بعد میں سپلیمنٹری امتحان دینے کے بعد پاس کر لیا تھا۔ میرے والد صاحب محترم کو دھچکا لگا وہ تو شروع سے اپنے بڑے بیٹے کو وقف کرنے کا ارادہ کر چکے تھے میرا بڑا بھائی نصیر احمد نذیر بعمر 16 سال عین اس وقت جب کہ جامعہ میں جانا تھا اچانک وفات پا گیا اس کے بعد مجھے کہا کہ اب تم تیار ہو جاؤ۔ اس وقت میں چھٹی میں تھا بہرحال والد صاحب مجھے لے کر مکرم سید میر مسعود احمد صاحب مرحوم والد محترم ڈاکٹر سید میر مشہود احمد صاحب کے گھر لے گئے جو ان دنوں کمر کی درد کی وجہ سے صاحب فراش تھے۔ انہوں نے والد صاحب محترم کی بات کو بڑے غور سے سنا اور ایک کاغذ پر کچھ لکھ کر دیا۔ وہ کاغذ والد صاحب محترم لے کر جامعہ احمدیہ پہنچے میں بھی ساتھ تھا۔ مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ تھے انہوں نے کاغذ پڑھا اور مجھ سے صرف اتنا پوچھا دوڑ لگا سکتے ہو میں نے کہا جی فرمایا چلو تمہارا داخلہ ہو گیا یوں میں جامعہ میں داخل ہوا اللہ تعالیٰ ان دونوں بزرگوں کو جنت میں اعلیٰ علیین مقام عطا فرمائے اور جو فارم معاہدہ وقف زندگی پر کیا گیا تھا وہ یہ تھا۔

میں اپنی ساری زندگی برضاء ورغبت محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بغیر کسی قسم کی شرط کے وقف کرتا ہوں۔

1. میں ہر قسم کی خدمت کو جو میرے لئے تجویز کی جائے گی بغیر کسی معاوضہ کے ان ہدایات کے مطابق بجا لاؤں گا جو میرے لیے تجویز ہوگی۔
2. میں کسی وقت بھی نظام سلسلہ کے خلاف عملاً یا قولاً کوئی حرکت نہیں کروں گا بلکہ ہمیشہ جملہ ہدایات مرکزیہ کی پابندی کروں گا اسی طرح نظام وقف تحریک جدید کا بھی پورا احترام کروں گا اور لفظاً اور معناً اس کی اتباع کروں گا۔
3. اگر میرے لیے یا میرے اہل وعیال کے گزارہ کے لیے کوئی رقم دفتر تحریک جدید کی طرف سے منظور کی جائے گی تو اسے بطور اپنے حق کے شمار نہیں کروں گا بلکہ اسے انعام سمجھتے ہوئے قبول کروں گا۔
4. جو صورت میری تعلیم یا تربیت کے لئے تجویز کی جائے گی اس کی پورے طور پر پابندی کروں گا۔
5. کسی ادنیٰ سے ادنیٰ کام سے جو میرے لئے تجویز کیا جائے گا روگردانی نہیں کروں گا۔ بلکہ نہایت خندہ پیشانی اور پوری کوشش سے سرانجام دوں گا۔
6. اگر میرے لئے کسی وقت کوئی سزا تجویز کی جائے گی تو بلا چون وچرا اور بلا عذر اسے برداشت کروں گا۔
7. جب مجھے تحریک جدید کی طرف سے خواہ اندرون پاکستان یا بیرون پاکستان جہاں بھی مقرر کیا جائے گا وہاں بخوشی دفتر کی ہدایات کے مطابق کام کروں گا۔
8. اگر کسی وقت مجھے کسی وجہ سے وقف سے علیحدہ کیا جائے گا تو اس میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن مجھے یہ اختیار نہ ہوگا کہ کسی وقت بھی اپنی مرضی سے اپنے آپ کو ان فرائض سے علیحدہ کرسکوں جو میرے سپرد کئے گئے ہوں گے۔
9. میں ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں گا خواہ وہ مالی ہو یا جانی ہو، عزت کی ہو یا جذبات کی ہو۔
10. جس شخص کے ماتحت مجھے کام کرنے کے لیے کہا جائے گا اس کی کامل تابعداری کروں گا۔
11. میں نے فارم معاہدہ وقف زندگی کی جملہ شرائط کو خوب سمجھ کر اور ان کی پابندی کا پورا عزم کر کے پر کیا ہے۔

یہ معاہدہ کی شرائط میں نے مکرم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز صاحب آف لندن کی کتاب وقف زندگی کی اہمیت اور برکات صفحہ 337 میں سے لی ہیں۔ ہوسکتا ہے ان شرائط میں کمی بیشی ہو جو وقت کے ساتھ ساتھ اس معاہدہ میں ہوئی ہو۔

وقف راہ کنم گر جان دھندم صد ہزار

کہ اگر ایک لاکھ دفعہ بھی مجھے جان دی جائے تو اسی راہ میں وقف کر دوں۔

آج بعمر 65 سال جبکہ خدمت دین کرتے 48 سال ہو گئے اب جب دوبارہ پڑھا تو جان نکل گئی کہ کتنی سخت شرائط کو بڑی آسانی سے مان کر دستخط کر دیے اور پھر بخوشی اللہ کے فضل سے اپنی کاغذی سروس بھی پوری کرلی۔

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا
ترک رضائے خویش پئے مرضی خدا

خاص طور پر مجھے نئے آنے والے طلباء کو عرض کرنا ہے کہ وقف زندگی کرنا بظاہر آج کے دور میں مشکل نظر آتا ہے لیکن توکل، صبر، شکر کے ساتھ انسان زندگی گزارے تو زندگی نہایت آسان، پرامن، باعزت گزرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام ضرورتوں کو خود پوری فرما دیتا ہے۔

اب تو ایک دو نہیں سینکڑوں مثالیں دنیا کے ہر ملک میں پھیلی پڑی ہیں جب 14 جامعات سے نکلنے والے واقفین زندگی دنیا کی دوڑ میں شامل ہوتے ہیں تو ہر ایک کی زندگی توکل، صبر، شکر سے مزین نظر آتی ہے بعض دفعہ بعض لوگ ہمت ہار جاتے ہیں اور راستے میں ہی تھک کر بیٹھ جاتے ہیں۔ جب ایسی اکا دکا مثالوں پر غور کرتے ہیں انجام کار یہی ہوتا ہے کہ اگر وہ ہمت کرتے یقیناً اعلیٰ مقامات کے وارث بنتے۔

میرا خیال ہے یہ معاہدہ کبھی کبھی واقفین زندگی کی نظر سے گزرتا رہنا چاہئے تاکہ کمی بیشی کو ساتھ ساتھ دور کرتے رہیں اور تادم واپسی اس معاہدہ کی ہر شق پر عمل ہوتا رہے۔ اللہ تعالیٰ تمام واقفین زندگی کے انجام بخیر فرمائے، قربانیاں قبول فرمائے اور نیک نتائج پیدا فرمائے آمین۔ اب میں معاہدے کی سب سے اہم شق کی طرف آتا ہوں۔ اصل میں یہ شقیں اسی پہلی شق کی تفصیل وتفسیر ہیں۔

ساری زندگی

انسان کتنی زندگی پاتا ہے اس کا کسی کو علم نہیں۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ (آل عمران:103) ہر حال میں فرمانبرداری آج بھی میں جب بھی ایسے مبلغین کو دیکھتا ہوں جو چل بھی نہیں سکتے مختلف عوارض میں مبتلا ہیں نظر کمزور ہے لیکن پھر بھی جماعت کی خدمت میں مصروف ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رضا تو چھوٹی سے چھوٹی نیکی میں پنہاں ہے۔ ہر آن قرآن کریم ہمیں ان تمام نیکیوں سے تمام نیک اعمال سے تمام نیک عملوں کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اور ہر قسم کی برائی سے جس سے خدا ناراض ہوتا ہے مطلع کرتا ہے تو گویا خدا تو اس دن راضی ہو گیا جب ہم نے اس کی رضا کو پانے کے لئے عہد کر لیا اور اس صراط مستقیم پر چل پڑے۔ خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کا ایسا آسان راستہ بتا دیا اور ہماری زندگیاں دنیا کے جھمیلوں سے آزاد کر دیں اس معاہدہ کی وجہ سے معاشرہ میں تکریم ملی۔ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ ایسی تکریم کوئی انسان مال خرچ کر کے بھی حاصل نہیں کرسکتا۔

کون کہہ سکتا تھا کہ جب مکرم نسیم مہدی صاحب جامعہ میں پڑھتے تھے کہ یہ ایک دن کینیڈا کے لوگوں کی تقدیر بدلیں گے اور ان کی وفات پر ملک کا پرچم سرنگوں ہوگا۔ کون اس وقت کہہ سکتا تھا کہ مکرم سعید الرحمٰن صاحب سیرالیون میں اس قدر مقام پائیں گے کہ ان کو گارڈ آف آنر پیش کیا جائے

گا اور فوجی دستے ان کے سامنے مارچ پاسٹ کریں گے۔ کون کہہ سکتا تھا کہ گھانا کے امیر مولانا عبدالوہاب آدم صاحب سے ملک کا سربراہ مشورہ لیا کرے گا کہ کس طرح ملک کی ترقی ہوگی۔ مجھے علم نہیں تھا کہ ایک دن میں بینن میں بادشاہوں کے بادشاہ کو قرآن مجید کا تحفہ پیش کروں گا۔ مولانا حنیف محمود صاحب کو علم نہ تھا کہ ایک دن الفضل آن لائن لندن کے ایڈیٹر بنیں گے اور پانچ لاکھ آدمی اسے پڑھیں گے۔ اور اس وقت کون کہہ سکتا تھا کہ مولانا محمد الیاس منیر صاحب اس قدر بہادری دکھائیں گے کہ پھانسی کی کوٹھڑی تک جائیں گے اور ان کے قدم ثبات میں ذرا لغزش نہیں آئے گی۔ یہ چند مثالیں ہیں ورنہ دفتر چاہئے اس کام کے لئے۔ ہر ایک کے ساتھ خدا تعالیٰ کا اعجازی سلوک ہے جس کی کوئی حد و بست نہیں۔ یہ ہے وقف جو خدا کی خاطر کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو قبول کر کے اسی دنیا میں دینی اور دنیوی انعامات عطا کرتا ہے۔

شق نمبر 1 میں ہے کہ میں ہر قسم کی خدمت کو جو میرے لیے تجویز کی جائے گی بغیر کسی معاوضہ کے ان ہدایات کے مطابق بجالاؤں گا جو میرے لیے تجویز ہوگی۔ جماعتی خدمات تو اتنی سخت نہیں جتنی بھی سخت ہوں ان سختیوں سے کم نہیں جو اپنی ظاہر کی دنیا میں دیکھتے ہیں۔ مزدوروں کو دیکھتے ہیں کس طرح سارا دن محنت کرتے ہیں اور پھر جا کر انہیں دو وقت کی روٹی میسر آتی ہے۔ کسانوں کو دیکھتے ہیں زندگی کے کسی شعبہ پر نظر ڈالیں اور واقفین زندگی اپنے کام کو دیکھیں محض خدا کے فضل سے جماعتی کام آرام دہ ہے۔

شق نمبر 3 ہے کہ میرے لئے یا میرے اہل و عیال کے گزارا کے لیے کوئی رقم دفتر تحریک جدید کی طرف سے منظور کی جائے گی تو اسے بطور حق کے شمار نہیں کروں گا بلکہ اسے انعام سمجھتے ہوئے قبول کروں گا۔ دیکھیں کہ جماعت کس قدر اپنے مربیان اور واقفین کا اور ان کی فیملی کا خیال رکھتی ہے۔ دنیا کی کوئی گورنمنٹ بھی اتنا خیال نہیں رکھتی۔ انکی رہائش کھانا پینا میڈیکل سفر ہر لحاظ سے جماعتی نظام کے تحت واقفین زندگی اس دنیا میں جنت میں رہ رہے ہیں۔ میں سوچتا ہوں کہ جب میں نے اس معاہدے پر دستخط کئے تھے، میرے دل و دماغ میں بھی نہیں تھا کہ مجھے نیا مکان دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ ہر اس نعمت سے وافر حصہ دے گا جو دنیا والوں کو زندگی گزارنے کے لئے بعد کوشش ملتی ہے۔ اللہ نے کوئی کمی نہیں چھوڑی۔

شق نمبر 5 ہے کہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ کام سے بھی جو میرے لئے تجویز کیا جائے گا روگردانی نہیں کروں گا بلکہ نہایت خندہ پیشانی اور پوری کوشش سے سرانجام دوں گا۔ ادنیٰ سے ادنیٰ کام کون سا دنیا میں ہو سکتا ہے میرے خیال میں کوئی کام ادنیٰ نہیں ہوتا۔ کام کام ہوتا ہے کوئی بھی ہو۔ جو محنت سے سمجھ کر دیانت سے امانت سے کام کرتا ہے وہ اللہ کی رضا پاتا ہے۔ جماعت کا کوئی کام ادنیٰ نہیں ہوتا۔ جو کام خلیفۃ المسیح کی طرف سے دیا جائے وہ ادنیٰ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں اگرچہ سڑک صاف کرنے کا کام ہو۔ بس نمونہ بنانا پڑتا ہے۔ اللہ اس میں بھی عزت عطا فرما رہا ہوتا ہے۔

شق نمبر 8 اگر کسی وقت مجھے کسی وجہ سے وقف سے علیحدہ کیا جائے گا تو اس میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن مجھے یہ اختیار نہ ہوگا کہ کسی وقت بھی اپنی مرضی سے اپنے آپ کو ان فرائض سے علیحدہ کرسکوں جو میرے سپرد کئے گئے ہوں گے۔

یہ شق بھی بہت غور طلب ہے اور بہت ہی کم مواقع آتے ہیں کہ وقف سے الگ کیا جائے۔ اس میں بھی واقف کی اپنی ہی کوئی کمزوری ہوتی ہے ورنہ ہمیں علم ہے کہ واقف زندگی کو الگ کرتے وقت کس قدر عہدیداروں کو تکلیف ہوتی ہے اور کتنی مجبوری میں یہ فیصلہ کرتے ہیں۔ اللہ جانتا ہے لیکن جو خود الگ ہو جاتے ہیں ان کو سو بار سوچنا چاہئے۔

شق نمبر 10 ہے کہ جس شخص کے ماتحت مجھے کام کرنے کے لیے کہا جائے گا اس کی کامل تابعداری کروں گا۔

اطاعت کے بغیر تو نظام بھی نہیں چل سکتا الٰہی اطاعت کا تو رنگ ہی اور ہوتا ہے اور اس کے دور رس نتائج نکلتے ہیں جو نکل رہے ہیں۔

شق نمبر 11 ہے کہ میں نے فارم معاہدہ وقف زندگی کی جملہ شرائط کو خوب سوچ کر ان کی پابندی کا پورا عزم کر کے پُر کیا ہے۔

میٹرک پاس بچے کی کتنی سوچ اور سمجھ ہوگی ہر کسی کو علم ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی کیسی شان ہے کہ اس وقت جب کہ سوچ سمجھ بظاہر زیادہ نہیں تھی مگر ایک جذبہ تھا کہ میں نے زندگی وقف کر کے دین کی خدمت کرنی ہے۔ خدا تعالیٰ نے نیک جذبہ کو قبول فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں

جانم فدا شود برہ دین مصطفیٰ
این است کام دل اگر آید میسرم

پس اے احمدی! ذرہ توجہ کر

احمدی اٹھ کہ وقت خدمت ہے
یاد کرتا ہے تجھ کو رب عباد
خدمت دیں ہوئی ہے تیرے سپرد
دور کرنا ہے تو نے شر و فساد
تجھ پہ ہے فرض، نصرت اسلام
تجھ پہ واجب ہے دعوت و ارشاد
فتح تیرے لئے مقدر ہے
تیری تائید میں ہے رب عباد
قصر کفر و ضلالت و بدعت
تیرے ہاتھوں سے ہو گا برباد

(کلام محمود)

اور اے واقفین زندگی!

وقف کرنا جاں کا ہے کسب کمال
جو ہو صادق وقف میں ہے بے مثال
چمکیں گے واقف کبھی مانند بدر
آج دنیا کی نظر میں ہیں ہلال
دھیرے دھیرے ہوتا ہے کسب کمال
بوبکرؓ کو بنا پڑتا ہے بلالؓ
شمس پہلے دن سے کہلاتا ہے شمس
بدر ہوتا ہے مگر پہلے ہلال

(کلام محمود)

ایڈیٹر کے نام خط

مکرم شمس الدین تحریر کرتے ہیں۔

مؤرخہ 26 اگست کے روزنامہ الفضل لندن میں ایک نہایت ہی اہم امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ قرآنی آیت کو الخ.... لکھنے کی بجائے پوری آیت لکھنی چاہئے اسی طرح حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کیساتھ ''صلعم'' کی بجائے پورا دعائیہ کلمہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا چاہئے۔

ادارہ الفضل کی یہ درخواست بہت ہی عمدہ اور مناسب ہے۔ اس پر اور دوسری مختصر اصطلاحات جو آہستہ آہستہ معاشرے میں راہ پا رہی ہیں اور ہمارے بعض احمدی دوست استعمال بھی کرتے ہیں۔ خاکسار کافی عرصہ سے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش میں مصروف تھا۔ ان میں سب سے اہم جو میں نے اکثر دوستوں کو بتانے کی کوشش کی وہ کچھ اس طرح تھی کہ کچھ لوگ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لکھنے کی بجائے aba لکھنا شروع ہو گئے ہیں جو مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ اسی طرح اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کی بجائے aoa لکھ کر بھیج دیتے ہیں۔ بِسۡمِ اللّٰہِ کی بجائے 786 لکھ دیتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے صلعم اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بجائے رضی اور آجکل ra لکھ دیتے ہیں۔

اسلام میں بدعتیں بھی ایسے ہی شروع ہوئی ہیں کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر شروع میں توجہ نہ دی گئی اور چند نسلوں بعد وہی چھوٹی سی غلطی ان لوگوں کے نزدیک اسلام کا حصہ بن گئی۔ میرے نزدیک aba اس دعا کا کبھی بھی قائم مقام نہیں ہوسکتا اور نہ ہی دعا دینے والے کو اور نہ ہی یہ دعا سننے والے کو aba کا مفہوم سمجھ آ سکے گا۔

نصیر احمد شاہد۔فرانس

فرانس میں تبلیغِ اسلام احمدیت

5 جولائی 2022ء کو جیو پولیٹکل اکیڈمی نے عوامی جمہوریہ الجزائر کی آزادی کے ساٹھویں برسی کی نسبت سے ایک کانفرنس منعقد کی۔ الجزائر فرانس کی کالونی رہ چکا ہے۔اہل جزائر کو اپنی آزادی کیلئے لمبی جدو جہد کرنی پڑی۔اس تناظر میں دونوں ممالک کی مختلف حالات اور باہمی تعلقات کے اتار چڑھاؤ کی وجہ سے یہ کانفرنس کافی دلچسپ رہی۔ سیاست، تاریخ، فوج، صحافت اور اقتصادیات سے تعلق رکھنے والے ماہرین کو اپنے خیالات پیش کرنے کیلئے مدعو کیا گیا۔ کانفرنس میں بھی روس و یوکرائین جنگ کے حوالے سے امریکہ ویورپ کے مفاد، امن عالم اور عالمی جنگ کے خطرات کا ذکر چل نکلا۔اس کانفرنس کے کئی شرکاء کو خاکسار پہلے ہی حضور انور کی کتاب ’’عالمی بحران اور امن کی راہ‘‘ پیش کر چکا تھا۔ان سے اس سلسلہ میں گفتگو ہوئی۔بعض نے بتایا کہ وہ اسے پڑھ رہے ہیں۔بشمول 2 مقررین کے 10 شرکاء سے پہلی مرتبہ تعارف ہوا جن کومختصر تعارف کے ساتھ یہ کتاب پیش کی۔ان میں سے ایکMr.Nacer Kettane ریڈیو BEUR MF کا بانی صدر اور دوسرے Mr. Brahim Oumansourعالمی تعلقات عامہ اور سٹراٹیجی میں محقق ہیں۔

اسلام احمدیت کے تعارف کا ایک خداداد موقع

جیو پولیٹکل اکیڈمی کی ایک گذشتہ کانفرنس میں’’فرانس کا سوچو‘‘(Penser la France)نامی مختلف کلبوں کی تنظیم کے صدر

Jean Luc Pujo سے ملاقات ہوئی تھی اور موصوف کو حضور انور کی کتاب پیش کی تھی جسے انہوں نے پڑھا اور بہت متأثر ہوئے۔اس کے نتیجہ میں حضور انور اور جماعت احمدیہ سے متعلق دلچسپی بڑھی۔مزید جاننے کیلئے خاکسار کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے مشن ہاؤس آنے کی حامی بھر لی۔موصوف POLITIQUE-ACTU.comاخبار کے چیف ایڈیٹر بھی ہیں۔

9 جولائی کو پوری تیاری اور ریکارڈنگ کے سامان کے ساتھ موصوف مشن ہاؤس آئے۔استقبال کے بعد اسے مشن ہاؤس، مسجد اور لائبریری کا تفصیلی ویزٹ کروایا۔ پھر لائبریری میں خاکسار کا احمدیت کے حوالہ سے تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا۔جماعت احمدیہ کی تأسیس، بانی جماعت احمدیہ مسلمہ، دیگر مسلمانوں اور عیسائیوں سے اختلاف، نظامِ خلافت، نظامِ جماعت، صحت اور تعلیم کے میدان میں جماعت کی خدمت انسانیت، ہیومنیٹی فرسٹ، تراجم قرآن، اسلامی جہاد، آزادئ مذہب و اظہار، ارتداد کی سزا، توہین مذہب، امن عالم اور حضور انور کی مسلسل جدوجہد سمیت متعدد موضوعات سے متعلق سوالات کئے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے شافی جوابات کی توفیق ملی۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

چند دن کے بعد موصوف نے اپنی ویب سائٹ پر یہ انٹرویو 3 حصوں میں من وعن چلا دیا۔اور درج ذیل لنک سے دیکھا جا سکتا ہے۔

http://www.politique-actu.com/actualite/entretien-avec-shahid-ahmadi-france-juillet-2022-parties/1821832/

یہ بتانا دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ چند سال قبل فرانس کے مشہور چینل 24 نے پاکستان میں احمدیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم سے متعلق ایک طویل دورانیہ کا پروگرام پیش کیا تھا۔یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ گاہے بگاہے تحقیق یا تجسس کی وجہ سے بعض افراد کو احمدیت سے متعلق جاننے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔امسال جولائی کے مہینہ میں ہی Mr.Arthur Larie اور Mr.Bastien Massaدو فریلانسر صحافیوں کا رابطہ نیشنل سیکریٹری امور خارجیہ مکرم ڈاکٹر طلحہ رشید صاحب سے ہوا۔انہوں نے جماعت احمدیہ اور بطور خاص احمدیوں کے خلاف نفرت اور مظالم اور اسکی وجوہات سے متعلق جاننے کی خواہش کا اظہار کیا۔

28/جولائی کو دونوں صحافی مشن ہاؤس آئے۔مکرم فہیم احمد نیاز صاحب امیر جماعت فرانس، مکرم اسلم دوبوری صاحب نائب امیر، نیشنل سیکریٹری امور خارجیہ مکرم ڈاکٹر طلحہ رشید صاحب اور خاکسار نے انکا استقبال کیا۔مشن ہاؤس، مسجد اور لائبریری کا وزٹ کروایا۔ پھر نیشنل سیکریٹری امور خارجیہ مکرم ڈاکٹر طلحہ رشید صاحب اور خاکسار نے تفصیلی رنگ میں جماعت کا تعارف پیش کیا۔ اختصار کے ساتھ جماعت کی بنیاد، عقائد، مسلمانوں اور عیسائیوں سے اختلاف عقائد، نظام جماعت، صحت وتعلیم کے میدان میں جماعت کی خدمت انسانیت کا ذکر کیا۔ بعد ازاں تفصیل سے 53، 74 اور 84 میں احمدیہ مخالف ہنگامے، قتل و غارت، سیاستدانوں کا کردار اور پھر غیر مسلم قرار دینے کا قانون اور اینٹی احمدیہ آرڈیننس کا تفصیل سے ذکر کیا۔صحافیوں کے سوالات کے جوابات دیئے۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ’’عالمی بحران اور امن کی راہ‘‘ سمیت کتب کا تحفہ پیش کیا۔

دونوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ وہ ایک پرجویکٹ کے تحت پاکستان جا کر بذات خود حالات کا جائزہ لینا اور مظلوم احمدیوں سے مل کر ان کی روزمرہ زندگی کے بارے تحقیق کرنا چاہتے ہیں۔

اعلان ولادت

- **مکرم فرخ شبیر لودھی۔مبلغ سلسلہ لائبیریا تحریر کرتے ہیں کہ۔**

محض اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے مؤرخہ 5 ستمبر 2022ء کو بیٹی سے نوازا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالك۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت بیٹی کا نام" بازِغہ فرّخ " عطا فرمایا ہے۔عزیزہ بازغہ مکرم شبیر احمد لودھی، صدر جماعت مریدکے کی پوتی اور مکرم ملک سلطان احمد کراچی کی نواسی ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بیٹی کو اپنی حفاظت میں رکھے۔صحت و سلامتی والی دراز عمر عطاء فرمائے، والدین کے لئے قرۃ العین بنائے اور جماعت کے لئے مفید وجود بنائے نیز دین و دنیا کی حسنات سے نوازے۔ آمین۔

- **مکرم منیر احمد بھٹی۔لائبیریا اعلان کرواتے ہیں کہ۔**

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مؤرخہ 6 ستمبر 2022ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالك۔ بیٹی کا نام ربیقہ منیر تجویز ہوا ہے۔عزیزہ ملک نذیر احمد پشاوری (درویش قادیان) کی پڑنواسی ہے۔ قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ ربیقہ کو باعمر، نیک نصیب اور قرۃ العین بنائے۔ ہمیشہ اپنے فضلوں کے سائے میں رکھے اور دین و دنیا کی حسنات سے نوازے۔ آمین۔

ادارہ کی طرف سے مبارکباد قبول فرمائیں

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: ڈائری عابد خان سے ایک ورق ...... از صفحہ 10

حضور انور نے ان کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایمان میں بڑھاتا چلا جائے۔حضور انور سے ملاقات کے بعد مکرم Maid Ormanovic صاحب نے بتایا کہ

’’خلیفہ کو ملنے کے بعد میں اپنی کیفیت کو بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ مجھے لگتا ہے کہ اس جلسے پر آنے اور حضور انور کو مل کر میں نے اپنے ایمان کی تکمیل کی ہے۔ جب میں نے حضور انور کے ہاتھ کو چوما تو مجھے ایسا لگا کہ اسی وقت اور اسی لمحے میں نے ایک نور دیکھا ہے۔ اس میں کوئی شک کی بات نہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایک مردِ خدا ہیں۔‘‘

بوسنیا کے ایک بزرگ کے جلسہ سالانہ اور حضور انور سے ملاقات کے متعلق جذبات کا اظہار

بوسنیا سے تشریف لائے ہوئے ایک بزرگ حضور انور کو مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ ’’میری عمر ستر سال سے زیادہ ہے لیکن جب میں نے آپ کو پہلی مرتبہ دیکھا تو مجھے ایسا لگا کہ یہ میری زندگی کا سب سے عظیم الشان لمحہ تھا۔ جب میں نے آپ کو دیکھا تو میں نے محسوس کیا کہ میری زندگی کے جملہ مقاصد پورے ہو گئے ہیں اور اگر میں آج کے دن مر جاؤں تو میں ایک خوش قسمت انسان کے طور پر مروں گا کیونکہ میں نے آپ سے مل لیا ہے۔‘‘

بعد ازاں ہمارے بوسنیا کے مربی صاحب مکرم حفیظ الرحمان صاحب نے مجھے بتایا کہ واپسی کے سفر کے دوران اس بزرگ نے کئی دفعہ ان الفاظ کو دہرایا کہ اب وہ مرنے کے لیے تیار ہیں کیونکہ انہوں نے حضور انور کو مل لیا ہے۔ ایسے الفاظ ایک غیر احمدی سے سننا یقیناً بہت حیران کن ہے اور یہ اس بات کو خوب عیاں کر دیتا ہے کہ حضور انور کی شخصیت کا غیروں پر بھی کیسا اثر ہوتا ہے۔ اس بزرگ کے الفاظ سن کر حضور انور نے فرمایا ’’اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی اور صحت والی عمر عطا فرمائے۔ میری نظر میں آپ ابھی جوان ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ نے اچھے کام کو جاری رکھیں اور اپنے لوکل معاشرے میں اپنے کام کو جاری رکھیں۔‘‘

(حضور انور کا دورہ جرمنی مئی-جون 2015ء حصہ سوم اردو ترجمہ از ڈائری مکرم عابد خان)

ایضاً کا استعمال

پرانے وقتوں میں جب کاتب، کسی مضمون کی کتابت کرتا تھا یا مضمون نگار اپنا وقت بچانے کی خاطر کسی اقتباس کا حوالہ دیتے وقت ایک حوالہ لکھ دیتا اور اگر اس کے بعد اسی متعلقہ کتاب کے حوالے دینے مقصود ہوتے تو وہ پورا حوالہ لکھنے کی بجائے ’’ایضاً‘‘ لکھ دیتا کہ وہی حوالہ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ آج کل کمپیوٹر کا دور ہے۔ اگر ایک حوالہ کمپوز ہو گیا ہے تو اسے بآسانی کاپی کر کے نیچے لکھا جا سکتا ہے مگر ہمارے بعض کرم فرما مضمون نویس بھی ’’ایضاً‘‘ کا استعمال کثرت سے کرتے ہیں۔ اس کا ایک نقصان یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی قاری یا مضمون نویس نے پورے ارشاد کو کاپی کر کے اپنی کسی تحریر میں Adjust کرنا ہے تو وہ حوالہ کی بجائے ایضاً ہی لکھا جاتا ہے۔

گزشتہ دنوں کسی مضمون میں ایضاً لکھا دیکھ کر خاکسار نے مضمون نویس کو فون کر کے حوالہ طلب کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اس ارشاد کو کسی جگہ سے Pick کیا تھا وہاں حوالہ میں ایسے ہی لکھا ہوا تھا۔ مجھے تو اب اصل حوالہ کا علم نہیں۔ اسی لیے کہتے ہیں نقل کے لیے عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔

لہٰذا میں تمام مضمون نویسوں اور کمپوزر حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ الفضل آن لائن کے لیے ہر اقتباس کے ساتھ پورا حوالہ دیا کریں۔ کَانَ اللّٰہُ مَعَکُمۡ۔

(ایڈیٹر)

ایک سبق آموز بات

وسعت حوصلہ

شہد کی مکھی کا گھر ہمیشہ اُجڑتا رہتا ہے اور وہ ہمیشہ نیا گھر بنا لیتی ہے اور اس سے اکتاتی نہیں خدا تعالیٰ نے بھی اس کے لئے وحی کا لفظ استعمال کیا ہے جس میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ تمہارا گھر بے شک اُجڑتا رہتا ہے لیکن تم موردِ وحی الٰہی ہو اور جو کچھ کرتی ہو ہمارے منشاء کے ماتحت کرتی ہو۔

انسان کا حوصلہ مکھی سے تو بہرحال بڑھ کر ہونا چاہیے۔

(خطبات شوریٰ جلد 3 صفحہ 424)

مرسلہ: ام حانیہ انور

فقہی کارنر

ذاتی دلچسپی کی وجہ سے قرآن کو بدنام نہ کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم اس خوبصورت نمونہ پر، اس اسوہ پر عمل کرتے ہیں؟ بعض ایسی شکایات بھی آتی ہیں کہ ایک شخص گھر میں کرسی پہ بیٹھا اخبار پڑھ رہا ہے، پیاس لگی تو بیوی کو آواز دی کہ فریج میں سے پانی یا جوس نکال کر مجھے پلا دو۔ حالانکہ قریب ہی فریج پڑا ہوا ہے خود نکال کر پی سکتے ہیں۔ اور اگر بیوی بیچاری اپنے کام کی وجہ سے مصروفیت کی وجہ سے یا کسی وجہ سے لیٹ ہو گئی تو پھر اس پر گرجنا، برسنا شروع کر دیا۔ تو ایک طرف تو یہ دعویٰ ہے کہ ہمیں آنحضرت ﷺ سے محبت ہے اور دوسری طرف عمل کیا ہے۔ ادنیٰ سے اخلاق کا بھی مظاہرہ نہیں کرتے۔ اور کئی ایسی مثالیں آتی ہیں جو پوچھو تو جواب ہوتا ہے کہ ہمیں تو قرآن میں اجازت ہے عورت کو سرزنش کرنے کی۔ تو واضح ہو قرآن میں اس طرح کی کوئی ایسی اجازت نہیں ہے۔ اس طرح آپ اپنی ذاتی دلچسپی کی وجہ سے قرآن کو بدنام نہ کریں۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 452)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

طلوع و غروب آفتاب

19/ستمبر 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:52	18:20
مدینہ منورہ	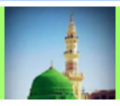	04:51	18:22
قادیان		04:53	18:30
ربوہ		04:33	18:09
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:15	19:09